رفعِ اختلاف اور اصلاحِ احوال کا اگر کوئی امکان ہو سکتا ہے
تو آگاہی اس کی پہلی اور بنیادی شرط ہے۔ لقمان حکیم

ملت جعفریہ
کا
تعارف

ناشر
بیت التوحید ۱۳۷۔ آصف کالونی کراچی ۱۶

رفع اختلاف اور اصلاحِ احوال کا اگر کوئی امکان ہو سکتا ہے تو آگاہی اس کی پہلی اور بنیادی شرط ہے۔ لقمان حکیم

شیعہ ملّتِ جعفریہ
کا
تعارف

ملّتِ اسلامیہ (یا ملّتِ محمدیہ) کے دردمند حضرات کے مطالعہ کے لئے

از

حُجَّةُ اللّٰہ حجازی

ناشر

بیت التوحید ۱۳۷۔ آصف کالونی کراچی ۱۶

CamScanner

عنوانات......ایک نظر میں

۱ تعارف کی ضرورت

۲ ملتِ جعفریہ کا مطلب

۳ شیعہ کے معنیٰ

۴ رافضی کے معنیٰ

۵ شیعیت یا رافضیت کیا ہے؟

۱۔ نسلی برتری کی علمبرداری

۲۔ ختمِ نبوت کا انکار (نظریۂ امامت)

۳۔ موجودہ قرآن حکیم کا انکار

۴۔ مسلمانوں سے اظہارِ نفرت (عقیدۂ تبرّا

۵۔ یہودی حکومت کا قیام

٦ یہ تحری کس نے شروع کی؟

۷ یہ تحریک کب شروع کی؟

۸ شیعوں کے متعلق قرآن کیا فرماتا ہے؟

۹ شیعوں کے متعلق ارشادِ نبوی کیا ہے

۱۰ شیعوں کے متعلق اکابرِ اسلام کی کیا رائے ہے

۱۱ فقہ جعفریہ کی ابتدا کب ہوئی

۱۲ فقہ جعفریہ کی موٹی موٹی باتیں

۱۔ تبرّا

۲۔ تقیّہ

۳۔ تمتّع (متعہ)

۴۔ سُنی فقہ کی مخالفت

۵۔ مسئلۂ طینت

CamScanner

۱۳۔ شیعیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟

۱۴ پاکستان میں شیعوں کی اور ایران میں سنیوں کی آبادی

۱۵ ایرانی مملکت کا مذہب اور ایران میں سُنیوں کی حالت

۱۶ پاکستان میں شیعوں کو کیا سہولتیں حاصل ہیں؟

۱۷ سُنی اور شیعہ خیالات کا تقابلی مطالعہ

۱۸ سُنیوں کا موقف کیا ہو؟

O قائداعظم کے ارشادات

حصہ دوم: شیعہ اصطلاحات ناصی کون ہیں عامہ سے کیا مراد ہے، فلاں اور فلاں سے کیا مطلب ہے؟

لفظ شیعہ کی تحقیق، ولی اللہ کا مفہوم کیا ہے؟

O تقیہ کی چند دلچسپ مثالیں: حضرت علیؓ کا تقیہ

۲۔ حضرت حسینؓ کا تقیہ

امام ابوحنیفہ ناصبی تھے

۴۔ موجودہ تحریف شدہ قرآن اور شیعوں کا ''اصلی قرآن''

O۔ امام ابوحنیفہؒ اور صحابہ کرامؓ پر لعنت

O۔ شیعوں کے بارہویں امام مہدی سنیوں کا کیا حشر کریں گے؟

O۔ فہرستِ مآخذ اور بعض حوالوں کی تفصیل

CamScanner

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

تعارف مِلّتِ جعفریہ

(۱)تعارف کی ضرورت

ہمارا محبوب ملک پاکستان عظیم سُنی اکثریت کے علاوہ بہت سی اقلیتوں کا مسکن بھی ہے اور یہ اقلیتیں اپنے اکثریتی برادرانِ وطن کے ساتھ خوش اسلوبی سے زندگی بسر کر رہی ہیں۔البتہ دو اقلیتیں اکثریت کی کھلم کھلا دلآزاری کرنے، جارحیت پر مبنی انتہا پسندانہ طرزِ عمل اختیار کرنے اور دھونس کے ذریعے اپنے نامعقول مطالبات منوانے میں خصوصی شہرت حاصل کئے ہوئے ہیں۔ان میں سے ایک تو ملّتِ احمدیہ ہے۔دوسری ملتِ جعفریہ

چونکہ رفع اختلاف اور اصلاحِ احوال کا اگر کوئی امکان ہو سکتا ہے تو آگاہی اس کی پہلی اور بنیادی شرط ہے اسی لئے ہم ملت جعفریہ کے متعلق ضروری معلومات پیش کر رہے ہیں۔

ان معلومات کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ بغیر علم کے یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ کون دوست ہے اور کون دشمن اور جو لوگ بغیر معلومات کے اس قسم کے فیصلے کر لیتے ہیں انہیں بالآخر اس وقت پچھتانا پڑتا ہے جب پچھتانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

(۲)ملّتِ جعفریہ کا مطلب

اخبارات پڑھنے والے اس سے واقف ہیں کہ شیعہ اثنا عشری اپنے لئے ملّتِ جعفریہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔شیعہ عقائد کی سب سے پہلی اہم ترین کتاب اصولِ کافی کے دیباچہ میں بھی شیعوں کے علیحدہ ملت ہونے کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔نئی ملّت کلمہ کے فرق سے بنتی ہے مثلاً حضرت نوحؑ کے زمانے میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بعد کلمہ میں اُن کا اسم گرامی تھا۔حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں اُن کا اسم گرامی اور حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں اُن کا اسمِ گرامی۔سب سے آخر میں حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو آپ کی ماننے والی ملت محمدیہ کے لئے کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے ساتھ آپ کا اسم

گرامی محمد رسول اللہ کہنا ضروری ہوا..... لیکن چونکہ شیعہ حضرات خود کو ملتِ اسلامیہ یا ملت محمدیہ سے جدا سمجھتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنا کلمہ بھی جُدا کیا، اور اپنا نام بھی ملتِ جعفریہ مقرر کیا۔ شیعہ ملت جعفریہ کا کلمہ یہ ہے: لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰـہ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَافَصْل (یہ شیعہ کلمہ شیعوں کی ہر مذہبی کتاب میں اور خاص کر اسکولوں میں پڑھائی جانے والی شیعہ نصاب دینیات کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے)

ملتِ اسلامیہ اور ملتِ جعفریہ کے کلمہ میں فرق یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے کلمہ میں ایمان کی بنیادی صرف دو باتوں پر ہے ا۔ اللہ کی توحید کا اقرار اور ۲۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت کا اقرار، جبکہ ملّتِ جعفریہ کے نزدیک یہ ناقص کلمہ ہے۔ ان کے نزدیک کلمہ کے یہ دونوں حصے اس وقت تک بے کار ہیں۔ جب تک ان کے ساتھ حضرت علیؓ کی امامت یعنی اللہ کی طرف سے پوری دنیا پر ان کی حکمرانی کا اقرار نہ کیا جائے۔ جس طرح مسلمانوں کے نزدیک صرف لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کہنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ محمد رسول اللہ نہ کہے۔ اسی طرح ملّتِ جعفریہ یعنی شیعوں کے نزدیک لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنا بیکار ہے۔ جب تک کہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰـہ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَافَصْل کا اقرار نہ کیا جائے۔ اسی اہم ترین اور بنیادی فرق کی وجہ سے مسلمان اور شیعہ دو جداگانہ ملتیں ہیں یعنی ملتِ اسلامیہ (یا ملتِ محمدیہ) اور ملتِ جعفریہ، شیعہ حضرات اپنے کلمہ کے اس تیسرے جُز کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ ہر اذان میں اشھدان لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اشھدان محمد رسول اللّٰہ کی گواہی کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہ کی گواہی بھی لازمی دیتے ہیں۔ جس کا جب جی چاہے سُن لے اسی لئے شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں حضرت علیؓ کا تذکرہ بطور بانی مذہب کے کرتے ہیں۔

مثلاً Echo of Islam مطبوعہ تہران ص۲۶۸ اور نہج البلاغہ کا تصورا ذہیت صفحہ ۱۴ از سید محمد تقی ملاحظہ ہو (مزید ۵۳ پر دیکھئے)

چونکہ شیعوں کا کلمہ جُدا ہے اور مسلمانوں کا کلمہ جُدا ملتِ اسلامیہ (یا ملت محمدیہ) جدا ہے اور ملتِ جعفریہ جُدا، اسی لئے دونوں کا دین بھی جُدا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملتِ جعفریہ نے جُداگانہ شیعہ دینیات کا مطالبہ پیش کیا، جسے حکومت نے منظور کرلیا ہے، غرض یہ کہ ان کا کلمہ جُدا، ان کی ملتِ جُدا، ان کا دین جُدا، اگر دونوں کا کلمہ دونوں کی ملت اور دونوں کا دین ایک ہوتا تو دونوں کی دینیات جدا کیوں ہوتیں؟ (مزید تفصیل ص۲۱ پر دیکھئے)

(۳) شیعہ کے معنیٰ

شیعہ کے لغوی معنیٰ پارٹی اور فرقہ کے ہیں۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کے درمیان شیعیت (پارٹی بازی) کو شرک وکفر قرار دیا ہے ارشاد ہے کہ وَلَاتَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا۔ (مسلمانو! مشرکین میں سے نہ ہوجانا جنھوں نے دین اسلام میں تفریق پیدا کی اور شیعہ بن گئے) سورۃ الروم ۳۰ آیت ۳۱۔۳۲) اور حضور اکرمؐ سے فرمایا کہ جو شیعہ ہوگئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۶/۱۵۹)

(تفصیل کے لئے ص۳۶ پر شیعہ اصطلاحات کا عنوان ملاحظہ ہو)

(۴) رافضی کے معنیٰ

رافضی کے لغوی معنیٰ ہیں چھوڑ دینے والا۔ نکلا ہوا۔ شیعہ ملت جعفریہ کی سب سے مستند کتاب اصول کافی میں ان کے چھٹے امام حضرت جعفر صادق سے منقول ہے لَا وَاللّٰهِ مَا هُمْ سَمَّوْكُمْ بَلِ اللّٰهُ سَمَّاكُمْ

(کدا کی قسم تمہارا یہ نام لوگوں نے نہیں رکھا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے)

مسلمانوں کے نزدیک رافضی کا مطلب ہے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دینے والا شخص یا فرقہ کیونکہ آنحضرتؐ نے اس کے یہی معنی بیان فرماتے ہیں۔

روضہ امکانی عربی جلد ۸ تحقیق علی اکبر غفاری مطبوعہ تہران ص۳۸ حدیث ۶

(۵) شیعیت یا رافضیت کیا ہے؟

۱۔ نسلی برتری کی علمبرداری

شیعوں کا کہنا ہے کہ قیامت تک کے لئے انسانوں کے حکمرانی اور قیادت کا حق صرف حضرت حسینؓ کی نسل سے ہونے والے ملائکہ کا حق ہے۔ ان کے علاوہ دنیا کے کسی انسان کو قیادت اور سربراہی کا یہ حق حاصل نہیں ہے۔ شیعوں کے ہاں سیّدوں کو وہی مقام حاصل ہے جو یہودیوں کے ہاں آلِ ہارونؑ کو اور ہندوؤں کے ہاں برہمن کو حاصل ہے۔ مسلمانوں اور شیعوں کے درمیان اس بنیادی فرق کا ذکر براؤن نے بھی تاریخ ادبیات ایران کے ص۲۹:۳ پر کیا ہے۔

۲۔ ختم نبوت کا انکار

شیعوں کا کہنا ہے کہ نبوت کمتر چیز ہے اور امامت برتر چیز ہے۔ (اِنِّـی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا) ۲/۱۲۴، کی شیعہ تفاسیر ملاحظہ ہوں دیکھئے ص۵۲)

شیعہ عقائد کی سب سے پہلی کتاب

اصول کافی میں ہے کہ تمام انبیاء یہی اعلان کرنے کے لئے تشریف لائے تھے کہ شیعوں کے ائمہ تمام انسانوں سے افضل ہیں (اصول کافی کا اردو ترجمہ الثانی ج ا ص۴۰ ۵ حدیث نمبر ۴ ناشر شمیم بکڈپو ناظم آباد کراچی)۔ کمتر چیز یعنی نبوت کا سلسلہ آنحضرتؐ پر ختم ہو گیا لیکن برتر چیز یعنی امامت کا سلسلہ حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ کے بعد حضرت حسینؓ کی نسل میں سے ہونے والے ائمہ میں قیامت تک جاری ہے ظاہر ہے کہ اس صورت میں ختم نبوت کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے؟ اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد ہم آگے چل کر پیش کریں گے، شیعوں کے نزدیک ان کے بارھویں امام مہدی کی جو عراقی شو سامرہ کے ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ عظمت کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے قریب جب وہ اس غار سے نکلیں گے اور سُنی مسلمانوں کے خلاف جہاد کر کے ساری دُنیا پر شیعوں کی حکومت قائم کریں گے الثانی ج ا ص۵۰۵ پہلی حدیث) تو سرور کائناتؐ فخر موجودات آنحضرت

ﷺ کو ان کے روضۂ مبارک سے نکالا جائے گا تا کہ آپ اس شیعہ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کے مرید بنیں۔ (شیعہ عقائد پر صفوی عہد کی سب سے اہم کتاب حق الیقین ص۳۴۷ مؤلفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ تہران) تفصیل صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ ہو) ہر حال ۸ شعبان (شب برات) کو تمام شیعہ غیر قانونی طور پر آتش بازی اور پٹاخے چھوڑ کر اسی بارہویں امام کا جشنِ پیدائش مناتے ہیں۔ اسی جشن کے موقعہ پر موجودہ زمانے کے شیعہ ہیرو خمینی صاحب نے ایرانی ٹی وی پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

''اب تک جتنے انبیاء آئے دنیا میں عدل وانصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے حتیٰ کہ حضرت محمد بھی اس اصلاحی مشن میں ناکام رہے۔ لیکن امام زماں معاشرتی انصاف کے لئے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دنیا کو بدل دے گا۔ پیغمبر اسلام کا جشنِ ولادت مسلمانانِ عالم کے لیے پر عظمے تو جشنِ امام زماں تمام انسانیت کے لئے ہے۔ ان کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے ماوراہیں ہیں ان کو اوّل نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے'' (تہران ٹائمز ۲۹۔ جون ۱۹۸۰ء صفحہ اوّل)

ان تمام باتوں سے نبوت وامامت کا فرقِ مراتب اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے (مزید تفصیل ۱۴، ۲۹ اور مولانا محمد منظور نعمانی کی کتاب ایرانی انقلاب میں ملاحظہ فرمائیں)

۳۔ موجودہ قرآنِ حکیم کا انکار

چونکہ قرآن مجید نسلی برتری اور امامت کو نبوت سے برتر سمجھنے کا مخالف ہے اس لئے شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ موجودہ قرآن میں ردّ و بدل ہو گیا ہے اور توراۃ اور انجیل کی طرح یہ بھی اصلی حالت میں نہیں رہا۔ شیعوں کے نزدیک ان کے ''اصل قرآن'' میں سترہ ہزار آیات ہیں (الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۶۳۲ حدیث ۲۸ مطبوعہ شمیم بکڈپو ناظم آباد کراچی) جبکہ موجودہ قرآن میں کل آیات ۶۶۶۶ ہیں۔ شیعہ عقیدے کے مطابق اصلی قرآن حضرت علیؓ کے پاس تھا جو یکے بعد دیگرے ائمہ کے پاس سے ہوتا ہوا اب بارہویں امام مہدی کے پاس ہے جو عراق کے ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ جب وہ قیامت کے قریب زمانہ میں

ظاہر ہوں گے تو اصلی قرآن ساتھ لائیں گے۔ (الشافی ج ۲ ص ۶۳ حدیث ص ۲۳)

ظاہر ہے کہ جب موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں ہے بلکہ تحریف شدہ ہے تو پھر اس کی تلاوت کرنا دوسروں کو دھوکہ دینا ہے جو شیعہ اصول تقیہ کی رو سے نہایت کار ثبوت ہوتا ہے (اصول تقیہ پر گفتگو ذرا آگے چل کر ہوگی)

۴۔ مسلمانوں سے اظہار نفرت (عقیدۂ تبرّا)

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ اور ان کو ماننے والے تمام صحابہ اور تمام مسلمانوں سے (جنہیں عام طور پر سُنّی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ سنتِ رسولؐ کے پیروکار ہوتے ہیں) دشمنی اور اظہار نفرت کرنے کو شیعہ اصطلاح میں تبرا کہتے ہیں۔ یہ شیعہ منصب کا اہم ترین جزو ہے۔ تبرا کے لغوی معنی ہیں اظہارِ نفرت کرنا۔ ان حضرات سے نفرت کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہ لوگ قرآن کے لحافظ اور علمبردار ہیں اور نسلی پرستی اور امامت کے برتر از نبوت ہونے کے منکر ہیں (نیز دیکھئے ص ۱۳ پر عنوان سنیوں سے نفرت، اور ۴۴ پر عنوان تبرّا)

۵۔ یہودی حکومت کا قیام

شیعوں کے نزدیک جب ان کا بارہواں امام مہدی قیامت کے قریب ظاہر ہوگا تو یَحْکُمُ بِحُکْمِ اٰلِ داؤدا وہ نسلِ داؤد کے قوانین کے مطابق فیصلے دے گا (اصول کافی ج ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ تہران مع ترجمۂ فارس یعنی شیعوں کا بارھواں امام مہدی جب ظہور کرے گا تو وہ محمد و آل محمدؐ کے فیصلوں کے بجائے آلِ داؤد کے فیصلوں کو نافذ کرے گا۔ یہ ذہن میں رہے کہ یہودیوں کے اسرائیل قائم کرنے کا مقصد بھی داؤدؑ کی حکومت قائم کرنا ہے اور اسی لئے ڈیوڈ اسٹار ان کا قومی نشان ہے ایران کی شیعہ حکومت اور سُنّی ملک شام کے شیعہ حکمران حافظ الاسد کی پالیسی، بجز سعد قداد کی شیعہ فوج اور لبنان کی شیعہ اہل ملیشیا کا فلسطینیوں کے ساتھ جو خون خارانہ طرزِ عمل ہے اسے بھی پیشِ نظر رکھیں۔ یہ بالکل منطقی بات ہے کہ جب کوئی جماعت موجودہ قرآن کو اصلی نہ مانتی ہو بلکہ تحریف شدہ کہتی ہو اور نسل پرستی کی علمبردار ہو تو اسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور دیگر صحابہ اور سُنّی مسلمانوں کا دشمن ہونا ہی چاہیے۔ اور

CamScanner

مسجد عمرؓ (بیت المقدس) کو تباہ کرنے میں یہودیوں کا ہم خیال ہونا ہی چاہیے کیونکہ شیعہ اور یہودی دونوں عربوں کے دشمن دونوں مسلم اکثریت کے دشمن دونوں کا نظریہ ایک یعنی نسل پرستی، دونوں کا نصب العین ایک یعنی یہودی حکومت کا قیام۔ میجر سعد حدّاد اور شیعہ امل ملیشیا کے جرائم کے لئے ۵۸ پر حوالے ملاحظہ ہوں)

یہودی بھی شیعوں کو اپنا بہترین آلۂ کار سمجھتے ہیں۔ اسرائیل کے بادسے ایک نمایاں شخصیت اور سابق وزیرِ خارجہ مسٹر ابا ایبان کا یہ بیان ''جنگ کراچی ۱۴ اگست ۱۹۸۵ء ڈلشن کے صفحہ اول پر شائع ہوا ہے۔ لبنان شیعہ مسلمان اسرائیل کے حقیقی پڑوسی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ بہتر تعلقات اور بقائے باہمی کے خواہاں ہیں۔''

(۶) یہ تحریک کس نے شروع کی؟

یہ تحریک مسلمانوں کو مختلف مذہبی پارٹیوں (فرقوں) میں تقسیم کرنے کے لئے یہود نے اپنے نمائندے ابن سبا کے ذریعے شروع کی۔ مشہور شیعہ عالم کشی اپنی کتاب معرفۃ الرِّجال مطبوعہ کربلا ص۱۰۱ میں اعتراف کرتے ہیں کہ شیعہ عقائد کا اظہار سب سے پہلے عبداللہ بن سبا نے کیا تھا جو پہلے یہودی تھا۔ اس تحریک کے آخری ہدف ''یہودی حکومت کے قیام'' سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

(۷) یہ تحریک کب شروع ہوئی؟

یوں تو اسلام کے خلاف یہودیوں کی یہ تحریکِ عہد نبوی سے ہی جاری تھی۔ خلیفۂ دوم، حضرت فاورقِ اعظمؓ کی شہادت میں بھی اسی تحریک کے افراد کا ہاتھ تھا۔ لیکن اس وقت تک یہ تحریک زیرِ زمین تھی۔ خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اس تحریک نے جواب تک انڈر گراؤنڈ تھی اپنے بال و پر نکالنا شروع کئے اور ابنِ سبا یہودی کی قیادت میں ابھر کر اور نمایاں ہو کر سامنے آ گئی۔ بالآخر اسی تحریک کے ہاتھوں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور ان کے بعد حضرت طلحہؓ و زبیرؓ اور حضرت علیؓ و حسینؓ نے بھی اسی تحریک کی سازشوں کے نتیجہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

CamScanner

(۸) شیعوں کے متعلق قرآن کیا فرماتا ہے؟

لفظ شیعہ کے معنی بتاتے ہوئے شیعوں کے متعلق قرآنی ارشاد ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ (ص۵)

(۹) شیعوں کے متعلق سنّت کا کیا اِرشاد ہے؟

آنحضرتؐ سے حضرت معاذؓ بن جبل اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: میرے صحابہ کے آخری دور میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی جو صحابہ کی بدگوئی کرے ان کے ساتھ نہ اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نکاح سیاہ کرو، نہ اُن کے ساتھ جماعت میں شامل ہو، نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ (غُنیۃ الطالبین مؤلفہ حضرت شیخ جیلانیؒ ص۱۹۷ مطبوعہ مصر)

(۱۰) شیعوں کے متعلق اکابرینِ اسلام کی کیا رائے ہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالکؒ سے جب شیعوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ قرآن نے سورۂ فتح کی آخری آیت لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (۴۸/۲۹) میں انہیں کافر کہا ہے کیونکہ یہ لوگ آنحضرتؐ کے قائم کردہ صحابی معاشرے کے دشمن ہیں (فتویٰ مفتی اعظم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی برادر علامہ شبیر احمد عثمانی مطبوعہ لکھنؤ۔ سوانح مالکؒ از ابوزہرہ مصری، ناشر شیخ غلام علی ص۲۱۳)

۲۔ پیرانِ پیر سلطانِ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا کچھ حصہ سنّت کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو (۹)) مزید یہ فرمایا کہ شیعہ بدترین خلائق ہیں کیونکہ تقیہ (جھوٹ) اور متعہ (زنا) کو کارِ ثواب سمجھتے ہیں، شیعہ کی توبہ بھی ناقابلِ اعتماد ہے کیونکہ کیا پتہ اپنے اصول تقیہ کی رو سے دھوکہ بازی سے کام لے رہا ہو۔

۳۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ خواجہ نصیرالدین طوسی جیسے شیعہ دانشور نے تاتاری وحشیوں کا وزیراعظم بن کر خلافت بغداد اور ملّت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی

CamScanner

اسی طوسی کے شاگرد ابن مطہر حلی نے تا تار د اقتدار کے زور پر مسلمانوں کو شیعہ بنانا شروع کیا تھا اور اس لئے اپنی کتاب منہاج الکرامہ لکھی تھی۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس کتاب کا جواب دیتے ہوئے شیعوں کی تردید میں اپنی کتاب منہاج السنۃ لکھی جو کوئی جلدوں میں ہے اس کتاب نے شیعی پروپیگنڈے کے غبارے سے ہمیشہ کے لئے ہوا نکال دی ہے۔

۴۔ حضرت، مجدّد الف ثانیؒ نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ تمام بدعتی فرقوں میں بدترین اس فرقہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب سے بغض رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھا ہے فرمایا لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (۴۸/۲۹) دفتر اوّل مکتوب ۵۴)

۵۔ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں لکھتے ہیں کہ نظریۂ امامت کو تسلیم کر کے شیعہ ختم نبوت کے منکر ہو چکے ہیں چاہے زبان سے ظاہری طور پر آنحضرت کو خاتم النبیین کہتے رہیں (ج ۲ ص ۳۰ مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی) اور اپنی عربی کتاب المسویٰ شرح موطات جلد دوم مطبوعہ دہلی ص ۱۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ نظریۂ امامت کو ماننے والے شیعہ زندیق ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے شیعہ زیادتیوں سے مجبور ہو کر تحفۂ اثنا عشریہ لکھی اور فتاویٰ عزیزی ص ۳۷۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید پاکستان چوک کراچی میں انہیں کافر قرار دیا ہے۔

(۱۱) فقہ جعفریہ کی ابتدا کب ہوئی؟

خاندان بوہیہ کے شیعہ وزراأعظم کے زمانہ میں ہوئی جو بغداد کے خلیفہ پر زبردستی مسلط تھے اور جنہوں نے بغداد میں سُنیوں کا قتلِ عام کیا۔ انہیں کے زمانہ سے دس محرم کی چھٹی ہونی شروع ہوئی۔ جبراً تمام دوکانیں بند کرادی جاتی تھیں۔ اور شیعوں کے مسلح ماتمی جلوس بغداد کی شاہراہوں پر تبرّا کرتے ہوئے دندناتے پھرتے تھے۔ انہیں کے دور میں شیعہ عقائد کی پہلی کتاب اصول کافی کے نام سے، شیعہ فقہ کی پہلی کتاب فروع کافی کے نام سے اور شیعہ ائمہ کی تاریخ اور ان کے مواعظ پر روضۃ الکافی کے نام سے کتاب لکھی گئی۔

الکافی کے ان تینوں حصوں کا مؤلف سب سے بڑا شیعہ محدث ابوجعفر یہ مد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ ہے۔

(۱۲) فقہ جعفریہ کی موٹی موٹی باتیں

چند اہم باتیں یہ ہیں:

۱۔ تبرّا: اس کے لغوی معنیٰ اظہار براءت (نفرت) کرنا ہیں۔ اس کی تفصیل ہم عنوان ۵ کے ذیل ۴ میں بیان کر چکے ہیں۔ مزید تفصیل ۴۴ پر بیان کریں گے۔

۲۔ تقیہ: اس کے لغوی معنیٰ بچنا ہیں مفہوم یہ ہے کہ اصل بات دل میں چھپا کر زبان سے کچھ اور ظاہر کر کے دوسروں کو بیوقوف بنانا اور دوسرا نام جھوٹ، دھوکہ بازی اور منافقت ہے۔ شیعہ مذہب کا نوے فیصد حصہ اسی منافقت اور دھوکہ بازی (تقیہ) پر مبنی ہے۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اِنَّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الدِّيْنِ فِي التَّقِيَّةِ وَلَادِيْنَ لِمَنْ لَّاتَقِيَّةَ لَهٗ کہ دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے۔ (الشانی ترجمہ اصول کافی ج ۲ ص ۲۴۰ حدیث نمبر ۲ نیز ص ۲۴۳ حدیث ۱۲) تقیہ کی مثالیں شیعہ اصطلاحات کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ص ۳۸)

۳۔ تمتّع (یا مُتعہ): یعنی کسی مرد اور عورت کا کچھ رقم کے معاوضہ پر خُفیہ جنسی تعلق قائم کرنا۔ کیونکہ متعہ کے لئے نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ اس میں طلاق ہوتی ہے نہ نان نفقہ ہوتا ہے، نہ میاں بیوی کی طرح باہم وراثت ہوتی ہے۔

تقیہ اور تمتّع نے شیعہ ملتِ جعفریہ کی نشر و اشاعت اور استحکام میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ مغل شہنشاہ اکبر سے لے کر آخری تاجدار دکن تک اور ان سے قبل اور بعد کے جتنے بادشاہ، نواب، جاگیردار، سرمایہ دار اور حکمرانوں نے شیعیت کی سرپرستی کی اس کی وجہ یا تو متعہ کی بے پناہ کشش تھی یا تقیہ کی بنا پر شیعہ حضرات کی ابن الوقتی اور چرب زبانی کا اثر۔ اسی لئے اصول کافی میں شیعوں کا سب سے بڑا اسلحہ تقیہ (منافقت) کو قرار دیا ہے۔ (الشانی ترجمہ اصول کافی ج ۲ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۱۴)

۱؎ تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۳۲۵، شیعہ مؤرخ سید امیر علی کی اسپرٹ آف اسلام ص ۴۶۱

۴۔ فقہ جعفریہ کی چوتھی اہم ترین بات ہے سُنی دشمنی اور سُنّی فقہ کی مخالفت۔ روضۃ الکافی (عربی) مطبوعہ تہران ص۲۸۵ حدیث ۴۳۱ میں ہے کہ امام باقر نے فرمایا اِنَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ اَوْلَادُ بَغَایَا مَاخَلَاشِیْعَتِنَا یعنی ہمارے شیعوں کے علاوہ تمام لوگ فاحشہ عورتوں کی اولاد ہیں۔ (ہر سُنی مسلمان اپنی محترم ماں کے لئے یہ لفظ سُن رکھے) ایک اور جگہ امام جعفر کا یہ قول دیا گیا ہے کہ واجبی (سنی) (حرامی بچہ) اور کُتے سے بھی بدتر ہے (فروع کافی (عربی) ج ۳ ص۱۱ حدیث ۶ مطبوعہ تہران) ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ماننے والے کافر اور جہنمی ہیں۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص۴۶۱ سطر ۷)

امام جعفر نے سُنیوں اور سُنی فقہ کی مخالفت کے لئے فرمایا کہ جو بات عامہ کے خلاف ہوگی۔ ہدایت اسی میں ہوگی۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص۵۷ سطر ۱۹)

اصول کافی کے دیباچہ میں ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا: دَعُوْا مَاوَافَقَ الْقَوْمَ فَاِنَّ الرُّشْدَ فِیْ خِلَافِھِمْ (اصول کافی مع ترجمہ فارسی مطبوعہ تہران ص۹) یعنی تم سُنی مسلمانوں کی موافقت کبھی نہ کرو، کیونکہ سنی مسلمانوں کی مخالفت کرنے میں ہی کامیابی ہے۔

سنی دشمنی کا ایک عجیب و غریب مظہر یہ ہے کہ ایران میں اگرچہ کئی صوبے بلوچستان، کردستان اور خراسان سُنّی اکثریت کے ہیں۔ تہران میں لاکھوں کی سُنی آبادی ہے اس کے باوجود تہران میں سُنیوں کو اپنی مسجد بنانے کی اجازت نہیں بلکہ کسی پارک یا میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، جبکہ اسی تہران میں یہودیوں، پارسیوں اور ہندوؤں کی عبادت گاہیں موجود ہیں (تفصیل ص۷۵ پر دیکھئے)

شیعہ فلسفہ یہ ہے کہ کسی سُنّی کی حکومت جائز نہیں حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان غنیؓ سے لے کر آج تک کے تمام سُنی حکمران غاصب و ظالم و جابر ہیں، کیونکہ حکمرانی کا حق صرف شیعہ ائمہ کو یا ان کی امامت ماننے والے شیعوں کو ہے اور شیعوں کا فرض ہے کہ تمام سنی حکومتوں کو تباہ کرنے میں لگے رہیں اگر شیعوں نے ایسا نہ کیا

۱۔ شیعوں کی اصطلاح میں سُنی کو ناصبی کہتے ہیں دیکھئے ص۳۴ اسی لئے شیعہ امام ابوحنیفہ کو بھی ناصبی کہتے ہیں دیکھئے ص

۲۔ شیعوں کی اصطلاح میں عامہ سے مراد سُنی عوام ہوتے ہیں کیونکہ وہ کالانعام (جانوروں کی طرح) ہوتے ہیں۔

اور سُنی حکومت میں اطمینان سے رہے تو چاہے یہ شیعہ کتنے ہی عبادت گزار ہوں، عذابِ الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

(اصول کافی مع ترجمۂ فارسی ج ۲ ص۳۰۶، الشافی اردو ترجمہ کافی ج ا ص۴۶۱ و ۴۶۲ خصوصاً آخری صفحہ)

شیعوں کے بارھویں امام مہدی

جب تشریف لائیں گے تو ان کے اہم ترین فرائض مندرجہ ذیل ہوں گے (۱) غیر شیعوں (یعنی سُنّیوں) سے حکومت چھین لیں گے اور ان کو ذلیل کریں گے (الشافی ج ا ص ۵۰۵ کی پہلی روایت) (۲) غیر شیعوں (یعنی سنیوں) کی تمام املاک پر قبضہ کرلیں گے (الشافی ص۵۰۴ پہلی روایت) (۳) سُنیوں کو پانی تک کے لئے شیعوں کے غلامی کرنی پڑے گی (الشافی ص۵۰۵ کی آخری روایت) (۴) حرمین (مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ) سے سُنیوں کو بھگا کر خود قبضہ کرلیں گے (الشافی ج ا ص۲۳۱ تیسری حدیث) (۵) آنحضرت کو روضۂ مبارکہ سے نکالیں گے اور اپنی بیعت لے کر آپ کو اپنا مرید بنائیں گے (نعوذ باللہ) حق الیقین از ملا باقر مجلسی جلد دوم صفحہ ۳۴۷ در اثبات رجعت مطبوعہ تہران) (۴) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو زندہ کر کے اُن کے کوڑے لگائیں گے (حق الیقین ج ۳ ص۳۴۷) (۷) پھر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو زندہ کر کے ان کو پھانسی دیں گے (حق الیقین ج ۲ ص۳۶۱)

موجودہ زمانے کے شیعہ ہیرو آیت اللہ خمینی نے اپنی مشہور کتاب ''ولایت فقیہ'' میں جس کا دوسرا نام ''حکومتِ اسلامی'' ہے۔ شیعہ حکمرانی کے اسی فلسفہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور اسی بنا پر وہ تمام سُنی حکومتوں کا تختہ اُلٹنے اور ایرانی انقلاب (یعنی شیعہ انقلاب) ایکسپورٹ کرنے میں جنون کی حد تک مصروف ہیں۔ صرف شام کا شیعہ حکمران حافظ الاسد جو سُنی اکثریت کو دبوچ کر اور ہزاروں کا قتل عام کر کے حکمرانی کر رہا ہے ان کا پسندیدہ ہے، کیونکہ وہ شیعہ ہے اگر چہ قاتل اور بعث سوشلسٹ پارٹی کا سربراہ ہے (عراقی صدر صدّام بھی اسی بعث پارٹی کا لیڈر رہے۔ مگر وہ کافر سوشلسٹ ہے کیونکہ سنی ہے) ہر سال حج کے

CamScanner

موقعہ پر سیاسی ہنگامہ آرائی کے ذریعے خانۂ کعبہ اور روضۂ رسولؐ پر قبضہ کرنے کی ثمینی آرزو بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔ یہ سب اسی شیعہ فلسفے کی کرشمہ آرائیاں ہیں۔ ابھی حال میں افغان مجاہدین کی تنظیم حزبِ اسلامی کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے جس سے ہر محاذ پر شیعوں کی سُنی دشمنی کا اظہار ہوتا ہے: روزنامہ جنگ کراچی ۶ اگست ۱۹۸۵ء کے صفحۂ اوّل پر یہ خبر ہے: حزبِ اسلامی نے ایران میں اپنے دفاتر بند کر دیئے۔ انجینئر گلبدین حکمت یار کی قیادت میں روسی جارحیت کا مقابلہ کرنے والے افغان مجاہدین نے ایرانی حکومت کے توہین آمیز رویہ کے خلاف احتجاج کے طور پر ایران میں اپنے دفاتر بند کر دیئے ہیں۔ حزبِ اسلامی کے ایک ترجمان نے اسلام آباد میں بتایا کہ ایران میں اس کے رہنماؤں کے ساتھ درشت اور توہین آمیز سلوک کیا جاتا تھا۔ ترجمان نے ایران پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ حریت پسندوں کی صرف ان جماعتوں کی اعانت کرتا ہے جو شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ (مزید تفصیل ص۷۴ پر ملاحظہ ہو)

۵۔ مسئلۂ طینت یعنی پیدائش کا مسئلہ

الشافی ترجمہ اصول کافی بابُ طِینَۃِ المؤمن والکافر ج ۲ ص۹ تا ۱۳ میں ہے کہ شیعہ کی پیدائش جنت کی مٹی سے ہوئی ہے اور سُنی کی پیدائش جہنم کی مٹی سے ہوئی ہے اس لئے شیعہ کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچائے گا اور سُنی کو کوئی نیکی فائدہ نہیں دے گی۔ الشافی ترجمۂ اصول کافی ج ا ص۱۶۴ پر ہے کہ "ابویعفور سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں لوگوں سے ملتا رہتا ہوں، پس مجھے بڑا تعجب ہوا اُن لوگوں پر جو آپ کو دوست نہیں رکھتے بلکہ فلاں فلاں کو دوست رکھتے ہیں لیکن ان میں امانت ہے صداقت ہے اور وفا ہے برخلاف اس کے آپ کے دوستوں کو دیکھتا ہوں کہ نہ ان میں امانت ہے اور نہ وفا وصدق یہ سُن کر امام علیہ السلام بیٹھ گئے اور میری طرف غضبناک ہو کر آئے اور فرمایا نہیں ہے کوئی دین اس کا جو قربِ خدا حاصل کرنا چاہے ولایت امام جعفر کے ساتھ اور نہیں ہے عتاب و عذاب اس کے لئے، جو قرابت ایزدی حاصل کرے منصوص من اللہ امامِ عادل کی

ولایت سے۔ میں نے کہا کیا اُن کے لئے دین اوران کے لئے عتاب نہیں؟ فرمایا ہاں اُن کے لئے دین اور اِن کے لئے عتاب نہیں؟ فرمایا ہاں اُن کے لئے دین اور اِن کے لئے عتاب نہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ جو مسلمان حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ سے محبت رکھتے ہیں ان کی نیکیاں نا قابلِ اعتبار ہیں اس لئے نیکیوں کے باوجود انہیں جنّت نہیں مل سکتی اور جو شیعہ ہیں ان کے گناہ نا قابلِ اعتبار ہیں اس لئے وہ اپنے گناہوں کے باوجود سزا نہیں پائیں گے۔ خوب رِند کے رِند رہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

(۱۳) شیعیت نے عالَمِ اسلام کو کیا دیا؟

عالَمِ اسلام کو افتراق، پارٹی بندی اور فرقہ واریت میں مبتلا کرنا شیعیت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ خلیفۂ دوم فاروقِ اعظمؓ کو شہید کرنے والا ابولولو فیروز شیعوں کا ہیرو ہے۔ خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کرنے والے شیعہ ہیں۔ بنواُمیہ کی خلافت کو ختم کرنے والے شیعہ تھے اور پھر بغداد کو تباہ کرنے کے لئے ہلاکو کو بُلانے والا وزیرِاعظم ابن علقمی شیعہ تھا۔ خود ہلاکو کا وزیرِاعظم جو اسے بغداد پر حملہ کرنے کے لئے لے کر آیا خواجہ نصیر الدین طوسی شیعہ تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی راہ میں کانٹے بچھانے والے اور صلیبیوں کی مدد کرنے والے شام میں رشید الدین سنان اور مصر میں فاطمی حکمران شیعہ تھے۔ سلطان محمود غزنوی سے ہندوؤں کو لڑانے والے سازشی ملتان کے قرامطی شیعہ تھے۔ فاروق اعظمؓ کے عہد میں فتح ہونے والے سُنّی اکثریت کے ملک ایران میں لاکھوں سُنیوں کا قتلِ عام کرنے، لاکھوں کو جلاوطن کرنے اور لاکھوں کو جبراً شیعہ بنانے والے خونخوار صفوی حکمران شیعہ تھے۔ ترکی کے عثمانی خلفاءِ اسلام جب بھی یورپ کو فتح کرنے نکلے تو ہمیشہ صفوی حکمرانوں نے پیچھے سے اُن پر حملہ کر کے ان کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔ جعفر از بنگال وصادق از دکن، ننگِ قوم وننگِ دیں ننگِ وطن بھی شیعہ تھے۔ بالآخر سب سے بڑی مسلم مملکت

ل فلاں اور فلاں سے مراد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔

پاکستان کو دوٹکڑے کرنے والا عیاش حکمراں یحییٰ خان بھی شیعہ تھا۔ آج بھی ایران کی شیعہ حکومت کا عالم اسلام کے خلاف جو جارحانہ اور جنگ جویانہ طرزِ عمل ہے۔ سُنیوں کے ملک شام کا سفّاک شیعہ حکمراں حافظ الاسد اور لبنان کی شیعہ امل پارٹی ملتِ اسلامیہ اور فلسطینیوں کے ساتھ جو کچھ کررہی ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔ پاکستان کی ملّتِ جعفریہ اسلام آباد کا گھیراؤ کرکے کراچی کی شاہراہوں پر قبضہ کرکے اور کوئٹہ میں مسلح خون ریزی کرکے بلکہ ہرسال محرّم میں چھری چاقوؤں سے مسلح اپنے جلوسوں کے ذریعے ملک کی اکثریتی آبادی کو مرعوب کرنے اور جلوسوں کی آڑ میں ان پر حملے کرنے کا جو کچھ مظاہرہ کررہی ہے وہ ہر پاکستانی بھگت رہا ہے۔ اسے بتانے کی ضرورت نہیں۔

(۱۴) پاکستان میں شیعوں کی آبادی اور ایران میں سُنّیوں کی آبادی

پاکستان میں تمام شیعہ فرقوں کی آبادی ۱۹۲۱ء کے سرکاری اعداد وشمار کے تناسب کی روشنی میں پونے دوفیصد ہے۔ اس میں ملّتِ جعفریہ آغا خانی اور بوہری تینوں شیعہ فرقے شامل ہیں۔ اس کی تفصیل بزمِ خاتم المعصومین ﷺ c/6 شریف نگر کراچی کے شائع کردہ پمفلٹ ''پاکستان میں شیعہ آبادی'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ پمفلٹ بریلوی حضرات کے ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی، دیوبندیوں کے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اور اہلِ حدیثوں کے ہفت روزہ الاعتصام لاہور سمیت ملک کے بہت سے رسائل اور اخبارات میں شائع ہوچکا ہے۔ اور کئی مذہبی اور رفاہی تنظیمیں بھی اپنے اپنے طور پر اس کو شائع کرچکی ہیں۔ موجودہ حکومت کے عہد میں زکوٰۃ منہا کرانے والے شیعہ حضرات کا تناسب بھی زکوٰۃ دینے والے سُنیوں سے تقریباً دوفیصد ہی بنتا ہے حالانکہ کتنے ہی ابن الوقت سُنیوں نے شیعہ بن کر زکوٰۃ کٹوائی ہے اس کے باوجود تناسب ہے۔

اس کے برعکس ایران میں سُنی اکثریت پر مشتمل تین صوبے تو سب کو معلوم ہیں۔ بلوچستان۔ کردستان اور خراسان اور پورے ملک کے اعتبار سے بحیثیتِ مجموعی ۴۰ فیصد سُنی آبادی ہے (ملاحظہ ہو جمعیۃ علمائے پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ افق کراچی۔ ۲۶ فروری

۱۹۷۹ء میں انجمن سُنّیانِ ایران کے ترجمان کا بیان ۔ نیز روزنامہ جسارت کراچی ۱۹ مارچ ۱۹۷۹ء میں بلوچی طلبہ کا بیان)

(۱۵) ایران کی مملکت کا مذہب

ایرانی دستور کے اعتبار سے ایرانی مملکت کا مذہب شیعہ اثنا عشری ہے۔ دستور کی رو سے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ ملک کا سربراہ، وزیر اعظم، اسپیکر، فوج اور عدلیہ کے سربراہ اور تمام کلیدی عہدوں پر شیعہ اثنا عشری مذہب کے محافظ ایرانی کا تقرر ہو بلکہ آج کل کوئی سُنی مسلمان نہ رُکن اسمبلی ہے نہ وزیر ہے نہ گورنر، حتیٰ کہ سُنی اکثریت کے صوبوں میں بھی شیعہ گورنر اور عہدیدار مسلط ہیں۔ وہاں اسکولوں میں سُنی دینیات کی اجازت دینا تو کُجا۔ سُنی اکثریت کے صوبوں میں بھی تقریباً نوے ۹۰ فیصد اسکول ٹیچر شیعہ ہیں۔ (روزنامہ جنگ ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء اشتیاق اظہر کا کالم بحوالہ ورلڈ اسلامک فیڈریشن کے نمائندوں کا انٹرویو، دیکھئے ہماری فہرست مآخذ ص۷۵)

وہاں تو سُنی مسلمانوں کو مسجد بنانے کی بھی اجازت نہیں ہے، ایرانی دارالسلطنت تہران میں جہاں یہودی، عیسائی، پارسائی اور ہندو مذاہب کی عبادت گاہیں موجود ہیں لیکن سُنیوں کی ایک بھی مسجد نہیں ہے۔ بلکہ انہیں کسی میدان یا پارک میں بھی جمعہ کی نماز نہیں پڑھنے دی جاتی۔ عید میلاد النبیؐ وغیرہ کے سُنی جلوسوں کی اجازت تو بہت دُور کی بات ہے بہانہ یہ کیا جاتا ہے کہ سُنی شیعہ ایک ہیں اس لئے علیحدہ مسجد بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر دونوں ایک ہیں تو پھر ایرانی دستور میں ایسا انتظام کیوں نہیں کیا جاتا کہ ایرانی سُنی اپنے ملک ایران کا سربراہِ مملکت بن سکے، وزیر اعظم بن سکے، اسپیکر بن سکے، اسی طرح سرکاری طور پر ایک جمعہ کی امامت اگر شیعہ امام کرائے تو دوسرے جمعہ کی امامت سُنی امام کرائے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ پھر یہی اتحاد کا سبق پاکستانی شیعہ اقلیت کو کیوں نہیں سکھایا جاتا کہ جداگانہ شیعہ دینیات نافذ کرا کے تم نے اسلامی اتحاد پر کاری ضرب لگائی ہے۔ سُنی اکثریت کے مالک پاکستان میں تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کا شوشہ چھوڑ کے تم دشمنانِ اسلام کے

ہاتھ مضبوط کررہے ہو ہر خالی پلاٹ پر امام باڑے قائم کر کے تم مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کررہے ہو، اپنی زکوٰۃ مسلمانوں سے جدا کروا کے تم عہدِ صدیقی کے مرتدین کی طرح ہو گئے ہو۔ مگر نہیں، اتحاد کی یہ افیون تو صرف ایرانی سُنیوں کے لئے ہے پاکستان کی شیعہ اقلیت کے ان تمام فرقہ وارانہ مطالبوں کے لئے تو ایران کے سیکٹروں مسلح افراد غیر قانونی طور پر کوئٹہ میں گھس آتے ہیں۔ ایرانی حکومت پاکستانی سفیر کو طلب کر کے ڈانٹ پلاتی ہے اور پاکستانی حکومت کو مجبوراً ایران کی اس جارحانہ مداخلت پر احتجاج کرنا پڑتا ہے آپ حضرات ان تمام تازہ واقعات سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ کچھ تفصیل ۶۱ کے ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۶) پاکستان میں شیعوں کو کیا سہولتیں حاصل ہیں

پاکستان میں شیعوں کے عروج کا یہ عالم ہے کہ غیر ممالک والے پاکستان کو ایران کی طرح شیعوں کا گڑھ تصور کرتے ہیں (حوالے کے لیے دیکھئے ہماری فہرست مآخذ ۸ پاکستان کے کئی سربراہ سکندر مرزا و یحیٰی خان وغیرہ اثنا عشری شیعہ تھے پاکستان کے اکثر کلیدی عہدوں پر شیعہ چھائے ہوئے ہیں۔ ذرائع ابلاغ پر انہیں اس حد تک کنٹرول حاصل ہے کہ وہ جو چاہتے ہیں اسے منظرِ عام پر لاتے ہیں۔ ورنہ ان کی مرضی کے برخلاف آپ رقم دے کر کوئی اشتہار بھی شائع نہیں کرا سکتے، نہ ریڈیو ٹی وی پر کوئی بات کہی جاسکتی ہے۔ ان کے اقتدار کی کیفیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی عظیم سُنی آبادی کے مقدس خلفائے راشدین کے ایام آج تک سرکاری سطح پر نہیں منائے جاتے۔ بلکہ سرورِ کائنات ﷺ کے دن بھی صرف ایک چھٹی ہوتی ہے جبکہ شیعوں کی خوشنودی کی خاطر حضرت حسینؓ کے دن دو چھٹیاں ہوتی ہیں۔ آمدورفت کے تمام راستے بند کردیئے جاتے ہیں۔ ہر جگہ شیعوں کے مسلح جلوس دندنا رہے ہوتے ہیں۔ اور دس دن تک پورا ملک امام باڑہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ مظلوم سُنی اکثریت دس دن تک شیعہ پروپیگنڈہ سننے پر مجبور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کہہ سکتی جیسے پاکستان بھی ایران کا کوئی صوبہ ہو۔

CamScanner

خلاصہ یہ کہ

شیعہ نقطۂ نظر سے سُنی اور شیعہ دو بالکل جُدا ملتیں ہیں اور دونوں کا دین ایک دوسرے سے بالکل جُدا ہے۔ اسی لئے سُنی دینیات، جُدا شیعہ دینیات جُدا، دونوں کا نصب العین جدا، دونوں کے ارکانِ ایمان یا اصولِ دین اور عقائد جُدا، دونوں کے ارکانِ اسلام یا فروعِ دین اور عبادات کا طریقہ جُدا، دونوں کی اخلاقیات جُدا، دونوں کی فقہ (قانون) جُدا دونوں کی تاریخ جُدا، دونوں کے ہیروز جُدا، اسی لئے مِلت اسلامیہ (یا ملّتِ محمدیہ) جُدا اور ملّتِ جعفریہ جُدا، آیئے ان اختلافات کی کچھ تفصیل بھی دیکھ لیں۔

(۱۷) تقابلی مطالعہ

ارکان ایمان (عقائد) میں

دینِ اسلام	دینِ شیعہ
۱۔ مسلمانوں کا بنیادی نظریہ یعنی ان کا کلمۂ طیبہ جُدا ہے۔	شیعوں کا بنیادی نظریہ یعنی ان کا کلمہ جُدا۔
۲۔ مسلمانوں کا نصب العین حضرت محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے طرز کی قرآنی حکومت کا قیام ہے	شیعوں کا نصب العین یہودی حکومت کا قیام (دیکھئے عنوان (۵ تا ۸

ا دین اسلام اور دین شیعہ کے دونوں لفظ اور ان کا تقابلی مطالعہ شیعہ کتاب انوار نعمانیہ مؤلفہ محدث نعمت اللہ جزائری شاگرد ملا باقر مجلسی میں ملاحظہ ہو۔ اصلی عبارت کے لئے ص۵۳ دیکھئے)

۳۔مسلمانوں کے ارکان ایمان یا اصولِ دین جُدا ہیں جن کی تفصیل قرآن کے مطابق یہ ہے ۱) اللہ پر ایمان (اسی میں تقدیرِ الٰہی بھی آگئی) ۲) رسولوں پر ایمان ۳) کتابوں پر ایمان ۴) فرشتوں پر ایمان ۵) آخرت پر ایمان (اسی کا دوسرا نام بعث بعدالموت ہے) ان پانچ چیزوں کو ارکانِ ایمان کے طور پر قرآن مجید نے کئی مقامات پر یکجا بیان کیا ہے۔ مثلاً ۲/۲۸۵ اور ۴/۱۳۶ میں اور

شیعوں کے ارکان ایمان یا اصول دین بالکل جُدا ہیں (جس کا جی چاہے شیعہ نصاب دینیات میں ان کی تفصیل دیکھ لے) شیعوں کے پانچ ارکانِ ایمان میں نہ فرشتوں پر ایمان کا ذکر ہے۔ نہ کتابوں پر ایمان کا ذکر ہے اور یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ جب وہ قرآن مجید کو بھی تورات وانجیل کی طرح تحریف شدہ سمجھتے ہیں تو اسے ارکانِ ایمان میں کیوں شمار کریں؟ اس کی جگہ ان کا سب سے اہم رکن ایمان نظریۂ امامت ہے۔ جس کی تفصیل ہم پہلے دے چکے ہیں۔

۴۔مسلمانوں کے نزدیک کسی غیر نبی کو نبی کے برابر سمجھنا کفر اور

شیعوں کے نزدیک ان کے بارہ ائمہ نہ صرف انبیاء کے برابر بلکہ انبیاء سے افضل ہیں۔

۵۔مسلمانوں کے نزدیک آنحضرتؐ کے بعد کسی کو آنحضرتؐ کی طرح معصوم قرار دینا ختم نبوت کا انکار ہے۔ اور

شیعہ اپنے بارہ ائمہ کو آنحضرتؐ کی طرح معصوم سمجھنا رکنِ ایمان سمجھتے ہیں جو سراسر ختم نبوت کا انکار ہے۔

CamScanner

۶۔مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت اور سرکارِ دوعالم ﷺ تمام دنیا کے سرتاج اور مرشد ہیں قیامت تک آنے والے باقی تمام لوگ آپ کے ماتحت اور آپ کے مرید ہیں

شیعوں کے نزدیک تمام دنیا کا سرتاج اور مرشدان کا بارہواں امام مہدی ہے جو عراق کے ایک غار میں چھپا ہوا ہے۔قیامت کے قریب جب وہ اس غار سے نکل کر ساری دنیا پر آلِ داؤدؑ کے مطابق حکومت کرلے گا تو نعوذ باللہ آنحضرت کو روضۂ مبارک سے نکالا جائے گا تاکہ آنحضرتؐ اس شیعہ مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرکے اس کے مرید نہیں (نیز دیکھئے تہران ٹائمز والا حسینی کا بیان)

۷۔ مسلمانوں کے نزدیک، قرآن کا اور محافظ چونکہ خود اللہ تعالیٰ ہے اس لئے اس میں تحریف ہونا ناممکن ہے۔

شیعوں کے نزدیک توراۃ وانجیل کی طرح موجودہ قرآن میں بھی تحریف ہوچکی ہے اس لئے توراۃ وانجیل کی طرح اب یہ بھی قابل اعتبار نہیں رہا اصلی قرآن ان کے بارہویں امام کے پاس ہے جو عراق کے ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں۔

۸۔مسلمانوں کے نزدیک نبی اکرمؐ کے اور تربیت یافتہ صحابۂ کرام کا صحابی معاشرہ مثالی معاشرہ تھا۔جیسا کہ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ ۲/۱۳ بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۲/۱۳۷، وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۲۹ /۴۸ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ ۴۹/۷ اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۵۸/۲۲ کی آیات میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

شیعوں کے نزدیک حضورِ اکرمؐ کے قائم کردہ صحابی معاشرے سے بدتر کوئی معاشرہ آج تک پیدا نہیں ہوا۔ان کے نزدیک سوائے سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ کے تمام صحابہ مرتد اور دشمن اسلام تھے۔(روضۃ الکافی مطبوعہ تہران ص۲۴۵ حدیث ۳۴۱)

ارکانِ اسلام (عبادات) میں

۹۔مسلمانوں کی اذان جُدا ہے۔	اور	شیعوں کی اذان جُدا
۱۰۔ مسلمان وضو میں پاؤں دھونا ضروری سمجھتے ہیں۔	اور	شیعہ وضو میں ترتیب کے مطابق پاؤں دھونا گناہ سمجھتے ہیں۔
۱۱۔مسلمانوں کی نمازوں کے اوقات پانچ ہیں	اور	شیعوں کی نمازوں کے اوقات تین ہیں
۱۲۔مسلمانوں کا نظام زکوٰۃ جدا ہے اور جو اس طریق کا رکاانکار کرے، مرتا ہے جیسا کہ صدیق اکبرؓ کی خلافت میں مرکز کو زکوٰۃ ادانہ کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا گیا۔	اور	شیعوں کا نظامِ زکوٰۃ جدا ہے ان کے نزدیک ان کی زکوٰۃ کسی سُنی پر خرچ کرنا حرام ہے اسی لئے صدیقِ اکبرؓ کے زمانہ میں مرکز کو زکوٰۃ ادانہ کرنے والوں کا لیڈر مالک بن نویرہ شیعوں کا ہیرو ہے۔
۱۳۔ مسلمانوں کے نزدیک ہر قسم کی آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔	اور	شیعوں کے نزدیک نہ نوٹ پر زکوٰۃ ہے نہ سونا چاندی کے ذخیرہ پر، صرف سونے چاندی کے سکوں پر زکوٰۃ ہوتی ہے، ظاہر ہے آج دنیا میں سونے چاندی کا سکہ کہیں بھی نہیں ہے۔ لہٰذا عملاً وہ زکوٰۃ کے بالکل منکسر ہیں۔ نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔
۱۴۔مسلمانوں کے روزوں میں سحری وافطار کے اوقات جدا ہیں۔	اور	شیعوں کی سحری وافطار کے اوقات جُدا ہے۔

۱۵۔مسلمانوں کے حج کارکن اعظم قرآن مجید کے مطابق عرفات کی حاضری ہے۔ اور شیعوں کے حج کارکن اعظم مزدلفہ کی حاضری ہے جیسا کہ کفارِ قریش کا طرزِ عمل تھا اور جس سے قرآن نے منع فرمایا ہے۔

۱۶۔مسلمانوں کے نزدیک خانۂ کعبہ کے حج سے بڑھ کر کوئی حج نہیں اور شیعوں کے نزدیک کربلا میں قبر حسینؓ کی زیارت نبی اکرمؐ کے ساتھ کئے گئے بیس حج اور بیس عمروں سے بڑھ کر ہے (فروغ کافی (عربی) جلد ۳ ص۵۸۱ مطبوعہ تہران)

اخلاقیات میں

۱۷۔ مسلمانوں کے نزدیک دوسروں کے بزرگوں کو چاہے وہ کافر ہی ہوں ارشادِ قرآنی کے مطابق بُرا کہنا جُرم ہے۔(۶/۱۰۸) اور شیعوں کے نزدیک سُنیوں کے مقدس خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام پر تبرا کرنا نہایت اہم عبادت ہے۔

۱۸۔مسلمانوں کے نزدیک جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا اور منافقت سے کام لینا انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔ اور شیعوں کے نزدیک تقیہ کے اصول کی رُو سے یہ تمام حرکتیں کرنا انتہائی کارِ ثواب اور شیعہ دین کا نوّے فیصد حصہ ہیں۔

۱۹۔ مسلمانوں کے نزدیک باہمی رضامندی سے خفیہ جنسی تعلق قائم کرنا بھی زنا ہے اور اخلاقی جرم ہے۔ اور شیعوں کے نزدیک باہمی رضامندی سے زنا کرنا نہ صرف جائز بلکہ کارِ ثواب ہے اور اسے متعہ کہتے ہیں۔

۲۰۔مسلمانوں کے نزدیک ہر شخص اپنے عمل کی جزا وسزا پائے گا۔ اور شیعوں کے نزدیک شیعہ کے گناہ کالعدم ہیں لہٰذا جنّت اس کی جاگیر ہے اور سُنّی کی نیکیاں کالعدم ہیں لہٰذا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

فِقہ (قانون) میں

۲۱۔ مسلمانوں کا پرسنل لاء یعنی ان کا اوز نظامِ نکاح، طلاق اور وراثت جُدا ہے۔

شیعوں کا پرسنل لاء یعنی ان کا نظام نکاح (متعہ) وطلاق اور وراثت جُدا ہے۔

۲۲۔ مسلمانوں کا پبلک لاء یعنی اور معاملات حدود، تعزیرات یا فوجداری و دیوانی قوانین جدا ہیں۔

شیعوں کا پبلک لاء یعنی معاملات، حدود وتعزیرات یا فوجداری و دیوانی قوانین جُدا ہیں۔ (دیکھئے ص۲۸، ص۲۹)

تاریخ میں

۲۳۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآنی اور ارشاد کے مطابق آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہرات شام خواتین سے افضل اور انتہائی قابلِ احترام ہیں۔

شیعوں کے نزدیک ازواجِ مطہرات تمام خواتین سے افضل نہیں بلکہ سرگردہِ ازواج مطہرات ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ شیعوں کے نزدیک نا قابلِ احترام ہیں اوران پر تبرا کرنا وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

۲۴۔ مسلمانوں کے نزدیک چاروں اور خلفائے راشدین قابل احترام ہیں۔

شیعوں کے نزدیک حضرت علیؓ کے علاوہ باقی خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ منافق غاصب، ظالم اور دشمنِ اسلام تھے۔

۲۵۔ مسلمانوں کے جو ہیروز ہیں مثلاً خلفائے راشدینؓ، سیف اللہ حضرت خالدؓ بن ولید، فاتح ایران حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، فاتحِ مصر حضرت عمروؓ بن العاص اسلامی بحریہ کے بانی حضرت امیر معاویہؓ۔ فاتح ہسپانیہ طارق بن زیاد۔ فاتح پاکستان محمد بن قاسم۔ فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی، صلیبی جنگوں کا فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی، قسطنطنیہ کا فاتح

سلطان محمد عثمانی وغیرہ......

شیعہ ان سب کے مخالف اور دشمن ہیں۔

اور

۲۶۔ مسلمانوں کے نزدیک جو لوگ ناپسندیدہ اور مبغوض ہیں مثلاً حضرت صدیقِ اکبرؓ کی خلافت میں مرکز کو زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کا لیڈر مالک بن نویرہ، حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ کا قاتل ابولؤلؤ فیروز، قاتلین عثمانؓ کا لیڈر مالک اشتر، بغداد کی خلافتِ عباسی کو ختم کرنے والا ابنِ علقمی وخواجہ نصیرالدین طوسی، ایران میں سُنی مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے صفوی و خمینی، موجودہ دور کی سب سے بڑی مسلم مملکت پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے والا عیاش یحییٰ خان، صحابۂ کرام پر ذلیل انداز میں تبرّا بکنے والے مُلّا باقر مجلسی وقاضی نوراللہ شوستری وغیرہ

تو

یہ سب شیعوں کے محبوب اور ہیرو ہیں۔

غرض یہ کہ

شیعہ حضرات ابتدائی کلمہ سے لے کر انتہائی نصب العین یعنی آلِ داوٗد کی حکومت کے قیام تک مسلمانوں سے قطعی جُدا ہیں۔ ان کی تاریخ جُدا، ان کے ہیرو جُدا، ان کی اخلاقیات جدا، ان کی زکوٰۃ جدا، ان کا نصاب جُدا، ان کی عبادات کے طریقے جدا، ان کے عقائد جدا، ان کا نظریہ (کلمہ) جدا، ان کا نصب العین جُدا۔

اسی لئے ملّتِ اسلامیہ (یا ملّتِ محمدیہ) جدا اور ملّتِ جعفریہ جُدا جُدا ئی کا یہی نعرہ بلند کر کے راجہ صاحب محمود آباد کے چھوٹے بھائی مہاراجکمار محمود حسن نے مسلم لیگ کے مقابلہ میں آل پارٹیز شیعہ کانفرنس قائم کی تھی اسی سلسلہ میں مہاراجکمار کے زیر صدارت کئے جانے والے ایک جلسہ میں مہمانِ خصوصی، عنایم

شیعہ قائد سید وزیر حسن ریٹائرڈ چیف جسٹس اودھ چیف کورٹ (شیعہ لیڈر علی ظہیر کے والد) نے اپنی اختتامی تقریر میں کہا تھا:

''کوئی شیعہ ہندو نہیں کہا جا سکتا اس لئے یہاں پر ہندو شیعہ کے امتیازات پر روشنی نہیں ڈالوں گا۔ البتہ شیعہ اور دوسرے مسلمانوں میں اشتباہ ہوتا ہے اس لئے میں دکھاؤں گا کہ شیعہ کس طرح مابہ الامتیاز ہیں...... شیعہ اور دوسرے مسلمانوں کا کلچر بالکل علیحدہ ہے۔ شیعہ کا تمدّن، اخلاق اور اصولِ زندگی دوسروں سے قطعاً مختلف ہے۔ توحید اور الوہیت۔ کلام مجید۔ رسالت خلافت۔ نماز۔ روزہ۔ عقد۔ تدفین، غرض تمام بنیادی اور فروعی امور کی تعبیر میں زبردست اختلاف ہے جو ایک کو دوسرے سے بالکل الگ کر دیتا ہے...... ہماری تاریخ جدا ہے۔ ہماری روایات جُدا ہیں۔ کیا آپ انکار کریں گے کہ ہمارے قانونی مسائل جن کے مرکز پر ہماری زندگی دور کرتی ہے علیحدہ ہیں۔ ہمارے قانونِ عقد، قانون طلاق اور قانون وراثت کو دیکھئے سب علیحدہ ہیں۔ ہمارے ان کے اِتحاد کس بنیاد پر ہو سکتا ہے؟''

(شیعہ اخبار ''سرفراز'' لکھنؤ ۹ فروری ۱۹۴۰ء ص ۱۴)

۱۸۔ سُنیوں کا موقف کیا ہو؟

یہی کہ ایرانی دستور کی طرح پاکستانی دستور میں پاکستان کے سُنی اسٹیٹ ہونے کا اعلان کیا جائے اور سربراہ مملکت، وزیراعظم، اسپیکر، فوج اور عدلیہ کے سربراہ اور تمام کلیدی عہدوں پر پاکستانی سُنی کا تقرر لازمی قرار دیا جائے۔ جو حقوق ایران میں سُنیوں کو باوجود ۴۰ فیصد ہونے اور تین پھولوں میں اکثریت رکھنے کے دیئے گئے ہیں زیادہ سے زیادہ وہی حقوق پاکستان کی پونے دو فیصد شیعہ اقلیت کو دیئے جائیں۔

اور اگر پاکستانی ذمہ داروں میں اتنی جرأت و غیرت نہیں ہے کہ ایران کی طرح اپنے ملک کی مذہبی اکثریت کے جمہوری حقوق کا دستور پاکستان میں اعلان کر سکیں تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ سوائے عید بقر عید اور عید میلاد النبی کے مذہبی بنیاد پر کوئی سرکاری چھٹی نہ ہو نہ خلفائے راشدین کے دنوں پر نہ حضرت حسینؓ کے دن پر کرسمس کی چھٹی کی طرح ہر فرقہ

کے لئے جُزوی چھٹی دی جائے اور شیعہ اقلیت کو سُنی آبادی میں جلوسوں کے نام پر اپنی سیاسی طاقت کا مظاہرہ کرنے اور جارحیت پھیلانے سے روکا جائے ......اور جس طرح آغا خانی اور بوہری اپنے اپنے مذہبی فرائض اپنی عبادت گاہوں اور جماعت خانوں میں انجام دیتے ہیں، اسی طرح ملتِ جعفریہ یا اثنا عشری شیعوں کے مذہبی پروگراموں کو بھی ان کے امام باڑوں میں محدود کیا جائے......تعجب ہے ایران میں سُنی مسلمانوں کو برسرِ عام جمعہ بھی ادا نہ کرنے دیا جائے۔ عید میلاد النبی جیسے اتحاد پرور جلوسوں کی بھی سُنیوں کو اجازت نہ دی جائے لیکن عظیم سُنی اکثریت کے ملک پاکستان میں نفرت سے بھرپور فرقہ وارانہ شیعہ جلوسوں کے نکالنے کی نہ صرف اجازت ہو بلکہ اس طرح دوسروں کے سینے پر مونگ دَلنے کو کارِ ثواب قرار دیا جائے۔ حکومت ان کی ناز برداری کے لئے ہاتھ جوڑے کھڑی رہے اور حکومت میں موجود اس فرقہ کے نمائندے، اس فی سبیل اللہ فساد کی ہر طرح سرپرستی کریں افسوس

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

قائدِ اعظم کا طرزِ عمل

پاکستان کو شیعہ اسٹیٹ بنانے کے مطالبہ پر راجہ محمود آباد کو قائد اعظم نے سختی سے ڈانٹ دیا تھا اور آخر وقت تک راجہ صاحب سے ناراض رہے اسی لئے راجہ صاحب نے پاکستان کو وطن بنانے کی جرأت نہیں کی لندن میں رہے اور وہیں وفات پائی قائدِ اعظم اس معاملہ میں اتنے محتاط تھے کہ بطور گورنر انہوں نے صرف عید میلاد النبیؐ پر پیغام جاری کیا محرّم کی شیعہ تعطیل پر کوئی پیغام جاری نہیں کیا وہ دنیا بھر کے مسلمہ اصول کے مطابق تمام اقلیتوں کو پرسنل لاء کا حق دینا چاہتے تھے۔ نہ کہ ملک میں دو پبلک لاز کا قیام، کیونکہ یہ تو سوائے ملک دشمنی کے اور کچھ نہیں، اگر فقہ جعفریہ کے مطابق علیحدہ پبلک لاء ضروری ہے تو پھر مسیحی فقہ کے مطابق علیحدہ پبلک لاء کیوں ضروری نہیں؟ (جیسا کہ مسیحیوں نے شیعوں کی تقلید میں

اس کا مطالبہ بھی کیا ہے، دیکھئے جنگ کراچی ص۲ کالم۱۴ ،۱۴ اگست ۱۹۸۵ء اڈیشن)۔ دراصل ملک میں یہ انتشار پھیلانا ہی شیعہ آرزو ہے۔ جس کی کوئی محبِ وطن اجازت نہیں دے سکتا۔

حضرت قائدِ اعظم جمہوریت کے علمبردار تھے اس لئے ملک کی عظیم سُنّی اکثریت سے ان کی ہم خیالی کا یہ عالم تھا کہ باوجود خاندانی طور پر آغا خانی ہونے کے جناب شریف الدین پیرزادہ سے علامہ شبلی کی الفاروق کے دوسرے حصے کا جس میں فاروقِ اعظمؓ کے طرزِ حکومت کی تفصیل دی گئی ہے انگریزی ترجمہ کرایا تھا اور کہا تھا کہ

''میں پاکستان میں حضرت فاروق اعظمؓ کا نظام لانا چاہتا ہوں''

(ملاحظہ ہو، سردار شوکت حیات کا بیان روزنامہ جنگ کراچی ص۹ ۲۰ اگست ۱۹۸۵ء)

افسوس! پاکستان میں قائدِ اعظم کی اس آرزو کی تکمیل تو کیا ہوتی اس ملک کی عظیم سُنی اکثریت کے مطالبوں کے باوجود فاروقِ اعظمؓ کے یومِ شہادت یکم محرم کو نہ سرکاری تعطیل ہوتی ہے نہ سربراہِ ملک کو کوئی پیغام دینے کی توفیق ہوتی ہے۔ حالانکہ یکم محرم یوم شہادتِ فاروق اعظمؓ ہونے کے علاوہ ہجری سال کا پہلا دن بھی ہے جس کے بانی فاروقِ اعظمؓ تھے۔ اسکے برعکس یہاں شیعہ نظریات کے متعلق سنجیدہ گفتگو کرنے کو بھی فرقہ وارانہ بات قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا کہنے والے یا تو دشمن کے ایجنٹ ہیں جو اس طرح حقائق کو سامنے نہیں آنے دینا چاہتے یا پھر جنت الحمقا میں رہنے والے بے وقوف ہیں جو اپنے گردوپیش کے متعلق مستند حقائق جاننے کے بجائے جہالت کے اندھیرے میں رہنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ بالآخر دوست دشمن کی تمیز کھو کر خود کو اُلو ابیٹھتے اور دشمن کی چراگاہ بن جاتے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ملک کی منظّم، فعال اور متحرّک شیعہ اقلیت کے عقائد و نظریات کے متعلق تیسرے درجہ کے پروپیگنڈہ لٹریچر بازیانی فواہوں کے بجائے ان کی اہم ترین بنیادی کتابوں سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں یا اس قسم کی مستند معلومات مہیا کرنے والوں کے حوالوں کو چیک کیا جاتا اور حقائق کی روشنی میں ذاتی غور و فکر کے بعد کسی نتیجے پر

لے ملاحظہ ہو ص۱۴ ۵ مر ص۱۴ ، ۲۹،۵

پہنچتے ۔لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس سلسلہ کی تمام معلومات سے کورا ہونے کے باوجود مظلوم سُنیوں سے یہ یک طرفہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ سے محبت میں اشتراک کی بناء پر سُنی شیعہ ایک ہیں لہٰذا متحد ہو جائیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے محبت کے اشتراک کی بناء پر مسلمان اور یہودی ایک ہیں یا متحد ہو سکتے ہیں؟ کیا حضرت مسیحؑ سے محبت کے اشتراک کی بناء پر مسلمان اور مسیحی ایک ہیں یا متحد ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے نہیں۔ اسی طرح اتحاد کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کئے۔ بغیر صرف حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ سے محبت کی آڑ میں اتحاد کی راگنی گانا مگر باقی خلفائے راشدین اور صحابہؓ کرام پر تبرا کرتے رہنا، موجودہ قرآن کو اصلی ماننے کے بجائے اصلی قرآن اپنے بارہویں امام کے پاس بتانا نظریہ امامت تسلیم کر کے عملاً ختم نبوت کا انکار کرتے رہنا کیا تقیہ پر مبنی منافقت اور دھوکہ بازی نہیں ہے۔ اور کیا اس طرح یک طرفہ شرائط منوا کر اتحاد کرانا ممکن ہے؟

شیعوں سے اشتراک کی بنیادی شرائط

صحیح بنیادوں پر اتحاد کی پہلی شرط آنحضرتؐ کے قائم کردہ صحابی معاشرے کا احترام کرنا، امامت کو برتر از نبوت ماننے سے انکار کرنا، اور موجودہ قرآن مجید کے اصلی ہونے کا اعتراف کرنا ہے۔ ان تینوں باتوں پر اشتراک کے بغیر نام نہاد اتحاد کی ڈفلی بجانا اصول تقیہ پر مبنی چال بازی اور عیّاری کے سوا اور کچھ نہیں ...... یہودی مسیحی اور مسلمان تینوں حضرت موسیٰؑ کو محترم سمجھتے ہیں، لیکن حضرت مسیحؑ کو صرف مسیحی اور مسلمان محترم سمجھتے ہیں اور یہودی ان پر تبرا کر کے مسیحیوں اور مسلمانوں کی دلآزاری کرتے ہیں۔

مسلمان حضرت مسیحؑ اور حضرت محمد ﷺ دونوں کو محترم سمجھتے ہیں لیکن یہودی اور مسیحی پیغمبر اسلام کی توہین کر کے مسلمانوں کی دلآزاری کرتے ہیں۔

بالکل یہی صورت سُنی مسلمانوں اور شیعوں کی ہے کہ سُنی مسلمان حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ اور دیگر صحابہؓ کرام کو بھی محترم تصور کرتے ہیں لہٰذا ان کی طرف سے تو شیعوں کی دل زاری کرنے کا سوال ہی

پیدا نہیں ہوتا، البتہ شیعہ خدمت ان خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام کی توہین کر کے مسلمانوں کی دلآزاری کرنے اور تفرقہ پھیلاتے ہیں اس کا علاج ہر منصف مزاج خود سوچ سکتا ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو نصیحت

هَاأَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ ......مُحِيطٌ (۱۱۹،۱۲۰/۳)

ترجمہ: تم ان سے محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم قرآن مجید کو مکمل مانتے ہو (یہ نہیں کرتے کہ جو سب کے لائق ہوا ہے ان اور جو خلاف ہیں اسے تحریف شدہ قرار دے دیا) اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح ایمان لائے ہیں مگر جب جُدا ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف ان کے غیظ وغضب کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔ اُن سے کہہ دو کہ اپنے غصہ میں آپ جل مریں، اللہ دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے...... اگر تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے اور جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔ مگر ان کی کوئی تدبیر تمہارے خلاف کارگر نہیں ہوسکتی۔ بشرطیکہ تم پورے عزم واستقلال (صبر) کے ساتھ قرآنی ہدایات کی روشنی میں ان کی عیّاریوں کا توڑ کرتے رہو (تَتَّقُوا) جو کچھ یہ کررہے ہیں اللہ اس پر حاوی ہے۔''

حصہ دوم

شیعہ اِصطلاحات

ناصبی اور عامہ

شیعہ کتب ورسائل میں عام طور پر مسلم اکثریت کے لئے سُنّی یا اہلِ سنت کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ عامہ یا ناصبی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ ویسے تو یہ دونوں لفظ تمام سُنیوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ایک باریک سا فرق بھی ہے۔ وہ یہ کہ سادہ دل اور

مذہبی معلومات سے ناواقف سُنی کے لئے عامہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جس کا مطلب ہے عوام کالانعام (جانوروں کی طرح بیوقوف اور بے شعور عوام) اور مذہبی معلومات سے واقف باشعور سُنی کے لئے ناصبی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ کے لئے ناصبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے (یہ رعایت اگلے عنوان تقیہ کے نمبر۳ میں ملاحظہ ہو) ناصبی کے لفظی معنی ہیں نصب کرنے والا یعنی آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے بجائے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے یا سمجھنے والا (حق الیقین مؤلفہ ملا باقر مجلسی ص۵۲۱ (اردو ترجمہ ص۶۸۸ باب ۶ فصل ۱۸)

خاصہ

سے مراد شیعہ ہوتے ہیں یعنی عوام کے مقابلہ میں خاص افراد۔ ان کے لئے شیعہ کا لفظ بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی عام مسلمانوں کے مقابلہ میں مخصوص افراد کی پارٹی یا جماعت، کیونکہ شیعہ کے لفظی معنی، گروہ، پارٹی یا جماعت کے ہیں ان کو امامی بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ امامت کو نبوت سے برتر سمجھنے والے۔ اثناعشری کا مطلب ہے بارہ ائمہ کو انبیاء سے برتر سمجھنے والے (یہ حضرات خود کو جعفری یا ملتِ جعفریہ بھی کہتے ہیں)

فلاں اور فلاں شیعہ حضرات کو جہاں بات گول کرنی ہوتی ہے یا یہ خدشہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی کھلم کھلا بُرائی کرنے پر گرفت ہوسکتی ہے۔ تو ایسے موقع پر وہ فلاں کا لفظ استعمال کرتے ہیں، جہاں حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ مراد ہوں وہاں دو مرتبہ فلاں کہا جاتا ہے، اور جہاں تینوں مراد ہوں وہاں تین مرتبہ فلاں۔ کبھی بجائے فلاں کے اوّل وثانی وثالث کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

شیعان علی یا ملّتِ جعفریہ

شیعہ حضرات کا خدائی نام تو رافضی ہے جیسا کہ ان کی مستند کتاب روضۃ الکافی کے حوالہ سے ہم ان کے امام کا ارشاد پیش کر چکے ہیں لیکن موجودہ شیعہ حضرات خود کو شیعۂ علیؓ

کے نام سے شہرت دینا زیادہ پسند کرتے ہیں حالانکہ ہم قرآنی آیات کی رو سے عرض کر چکے ہیں کہ ملّتِ اسلامیہ کے اندر شیعیت پیدا کرنا قرآن کی رو سے شرک ہے اور قرآن نے آنحضرتؐ اور مسلمانوں کو شیعوں سے جدا رہنے کا حکم دیا ہے۔ شیعہ حضرات مغالطہ دینے کے لئے وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ ۲۸/۸۳ کی آیات پیش کرتے ہیں پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کی پارٹی (شیعہ) میں سے تھے...... دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ان دو شخصوں میں سے ایک حضرت موسیٰؑ کی پارٹی (شیعہ) میں سے تھا۔ دوسرا دشمن کی پارٹی میں سے تھا...... حقیقت یہ ہے کہ یہ آیات ان کی تائید میں نہیں تردید میں ہیں کیونکہ اسلام کے نقطۂ نظر سے پوری دنیا میں دو نظریاتی پارٹیاں ہیں۔ ایک حزبُ اللہ (اللہ کی جماعت) ہے دوسری حزب الشیطان (شیطان کی جماعت) انبیائے کرام اللہؑ کی جماعت کے نمائندے ہیں اسی لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ کلمہ کا دوسرا جُز ہر زمانہ کے نبی کا اسمِ گرامی ہوتا تھا۔ اور اس نبی کے حوالہ سے ہی وہ ملتِ پہچانی جاتی تھی۔ مثلاً ملّتِ نوحؑ یا شیعہ نوحؑ (اللہ کے نبی نوحؑ کی جماعت) ملّتِ ابراہیمؑ یا شیعہ ابراہیمؑ (اللہ کے نبی ابراہیمؑ کی جماعت) ملّتِ موسیٰؑ یا شیعۂ موسیٰؑ (اللہ کے نبی موسیٰؑ کی جماعت) ملّتِ محمدؐ یا شیعۂ محمدؐ (اللہ کے نبی محمدؐ کی جماعت) یعنی نبی کی نسبت سے جماعت بنتی تھی۔ اس جماعت میں مزید جماعتیں بنانا، اس پارٹی میں مزید فرقے بنانا خدائی عذاب ہے ارشادِ الٰہی ہے: ''اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اگر تم احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرو تو تم پر عذاب نازل کردے، اوپر سے (طوفانی بارشوں، اولوں اور آندھیوں کے ذریعے) یا نیچے سے (سیلاب یا زلزلوں کے ذریعے) اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا یا تمہیں شیعہ (فرقے) بنا کر ایک دوسرے سے ٹکرادے (خانہ جنگی میں مبتلا کردے) دیکھو ہم کس طرح بار بار آیات پیش کررہے ہیں شاید کہ یہ حقیقت کو سمجھ لیں'' ۶/۶۵) پیغمبر خدا حضرت موسیٰؑ کو ماننے والی جماعت ملت موسیٰ یا شیعہ موسیٰؑ کا ابھی آپ نے ذکر پڑھا، فرعون نے اس ملتِ موسیٰ یا شیعہ موسیٰؑ میں مزید شیعے پیدا کرنے شروع کردیئے تو اللہ نے اسے اس کے جرائم میں سے ایک اہم جرم قرار دیا،

فرمایاإِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً...... مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۲۸/۴، بلاشبہ فرعون نے سرکشی اختیار کی، وہ لوگوں کو شیعہ (فرقہ) بنا کر ٹکڑے کر ڈالتا تھا۔ ان میں سے ایک پارٹی کو ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا۔ فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا ۲۴/۴ یعنی ایک نبی کی ملّت میں مزید ملتیں بنانا۔ ایک نبی کی جماعت میں مزید شیعے (فرقے) بنانا قادفی الارض اور اللہ سے سرکشی کرنا ہے اب آپ خود اندازہ فرمالیں کہ نبی کے علاوہ کسی اور کی ملّت یا کسی اور کا شیعہ بننا اس شخص کو نبی کے برابر بٹھانا ہے یا نہیں؟ اور یہ شرک فی النبوۃ ہونے کی وجہ سے ختم نبوت کا انکار ہے یا نہیں؟

ولی اللہ کے معنیٰ

عربی میں لفظ 'ولی' کے مشہور معنیٰ تین ہیں۔ ایک بمعنی دوست، مسلمانوں میں دیندار اور نیک لوگوں کو اسی لئے ولی اللہ کہتے ہیں یعنی اللہ کے دوست، سب سے بڑے ولی اللہ (اللہ کے دوست) صحابۂ کرام ہیں کیونکہ اللہ نے ان کو اپنی خوشنودی (رضی اللہ) کا سارٹی فیکیٹ عنایت کر دیا ہے، اسی لئے مسلمانوں کے نزدیک حضرت حسن بصریؒ اور حضرت شیخ جیلانیؒ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام ولی اللہ ایک رضی اللہ یعنی صحابی رسولؐ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ افضل و برتر ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

ولی کے دوسرے معنیٰ

سرپرست اور نگہبان کے ہیں اس معنیٰ میں یہ لفظ اُردو میں بھی مستعمل ہے لہٰذا ولی اللہ کے دوسرے معنی ہوئے اللہ کا سرپرست، نُصَیری شیعہ (جیسا کہ شام کا صدر حافظ الاسد ہے) حضرت علیؓ کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔"

ولی کے تیسرے معنیٰ

بیٹے اور وارث کے ہیں۔ جیسے حضرت یحییٰ نے دعا کی تھی کہ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ ۱۹/۵ اے اللہ اپنے فضل خاص سے مجھے ایک ولی (بیٹا) عنایت فرما

جو میرا وارث ہو اس تیسرے معنی کے اعتبار سے ولی اللہ کے معنی ہوئے ابن اللہ یعنی اللہ کا بیٹا اور اس کا وارث جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہے تو سہی لیکن اس نے تمام کام اپنے بیٹے یا وارث کو تفویض کر دیئے ہیں۔ یہی تصور انتہا پسند مسیحی حضرات کا ہے۔ شیعوں میں اس عقیدے کا اظہار سب سے پہلے شیعوں کے فرقہ مُفَوِّضہ نے کیا تھا اور اسی نے کلمہ و اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰه کا اضافہ کیا تھا جیسا کہ خود شیعوں کی مشہور کتاب مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيه کے بابُ الاذان ج ۱ ص ۱۸۸ مطبوعہ نجف میں ہے لیکن اب تمام ملتِ جعفریہ کا یہی عقیدہ ہے، ان کے کلمہ و اذان میں اس جملہ کا اضافہ ہر شخص دیکھ اور سن سکتا ہے۔

شیعہ حضرات کا پہلے مفہوم میں حضرت علیؓ کے لئے ولی اللہ کا لفظ استعمال کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس اعتبار سے تو حضرت علیؓ کا درجہ، صحابہ سے بھی کم ہو جاتا ہے جبکہ شیعوں کے نزدیک وہ انبیاء کرام سے بھی افضل ہیں، لہٰذا ان کے نزدیک دوسرے یا تیسرے معنیٰ ہی ہوسکتے ہیں۔ دوسرے معنیٰ نُصَیری شیعوں نے لے لئے اور تیسرے معنیٰ ملتِ جعفریہ نے لے لئے۔ حضرت علیؓ کو مولودِ کعبہ کہنے میں بھی یہی رمز ہے کہ وہ ''خدا کے گھر'' پیدا ہوئے، اس لئے وارثِ خدا (ولی اللہ) ہیں۔ ورنہ جس زمانہ میں کعبہ تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز تھا اس میں کسی کا پیدا ہو جانا کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کے کعبہ میں پیدائش کا تذکرہ صحیح مسلم (کتاب البیوع، بابُ ثبوت خیار المجلس) ج ۲ ص ۱۶ اصح المطابع میں ہے مگر کوئی سُنی اس پر فخر نہیں کرتا، کیونکہ اس وقت خانۂ کعبہ بُتوں کا مرکز تھا۔

تقِیّہ کی بعض مثالیں

جب شیعہ حضرات سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے تینوں خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی تھی پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ وہ ان خلفاء کو غاصب، منافق اور دشمنِ اسلام سمجھتے تھے تو شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے تینوں خلفاء کی بیعت انہیں بے وقوف بنانے کے لئے بطور تقیہ کی تھی۔ جب شیعہ حضرات سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ ان تینوں خلفاء کے پیچھے

نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تقیہ کے طور پر تھا۔ جب شیعہ حضرات سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ ان تینوں خلفاء سے وظائف اور جائیدادیں وصول کرتے تھے تو شیعہ کہتے ہیں کہ یہ بھی تقیہ تھا، حضرت علیؓ کو اس کا حق اس لئے بھی تھا کہ مالِ موذی، نصیبِ غازی یعنی سُنی دشمن کا مال، شیعہ غازی کا حق ہے (اسی لئے سینوں کو اپنی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے باوجود شیعہ حضرات سنیوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے زکوٰۃ کونسلوں کے ممبر بن جاتے ہیں) جب شیعہ حضرات سے یہ کہا جائے کہ اچھا پھر حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں ان تینوں خلفاء کی مخالفت کیوں نہیں کی۔ اپنا اصلی قرآن کیوں ظاہر نہیں کیا؟ شیعہ اذان کیوں جاری نہیں کی؟ تراویح کی مخالفت کیوں نہیں کی؟ باغ فدّک جو آپ کے بقول ان خلفاء نے غصب کر لیا تھا۔ وہ کیوں نہیں واپس لیا؟ وغیرہ تو اس کے جواب میں بھی شیعہ ہی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی حکومت کے زمانہ میں بھی تقیہ کرتے تھے کیونکہ ان کی حکومت برائے نام تھی معلوم ہوا کہ حاکم و محکوم ہونے کی دونوں حالتوں میں تقیہ چلتا ہے۔

تقیّہ کی دوسری دلچسپ مثال

فروع کافی کے باب الصلوٰۃ علی الناصب (یعنی سنیوں کی نماز جنازہ کس طرح پڑھے) میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک منافق (سُنی مسلمان مراد ہے) مر گیا امام حسین جنازہ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے کہ آپ کا غلام راستہ میں مل گیا امام نے پوچھا کہاں جاتا ہے؟ بولا میں اس منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھنا چاہتا اس لئے جا رہا ہوں، آپ نے کہا کہ اور میری داہنی جانب کھڑا ہو جا اور جو میں کہتا جاؤں تو بھی کہتا جائیو جب نمازِ جنازہ شروع ہوئی تو امام حسینؓ نے بجائے دعا پڑھنے کے میت کے لیے یہ بددعا کرنی شروع کی "اے اللہ اس میت پر ہزار ہزار لعنتیں ہوں، اے اللہ اسے دنیا و آخرت میں رسوا ذلیل کر، اے اللہ اس کو جہنم کی آگ میں ملا، اے اللہ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کر کیونکہ یہ تیرے دشمنوں (یعنی حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) سے محبت کرتا تھا (فروع کافی (عربی) ج ۳

ص۱۸۸ کتاب الجنائز) اس روایت سے واضح ہے کہ لوگوں سے ظاہر تعلقات نبھانے کے لئے امام حسین جنازہ میں تو شریک ہو گئے لیکن بجائے میت کے لئے دعا کرنے کے اس کو بددعائیں دیتے رہے۔اس طرح تقیہ کا ثواب بھی حاصل کرلیا اور تبرّا بھی کر یا۔

تقیّہ کی تیسری دلچسپ مثال

ایک موقعہ پر امام ابوحنفیہ جناب جعفر صادق کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شیعہ نے آکر اپنے خواب کی تعبیر پوچھی جناب جعفر صادق نے امام ابوحنیفہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ زبردست عالم تشریف فرما ہیں یعنی ان کے ہوتے ہوئے مَیں کیا بتاؤں۔اس پر امام ابوحنیفہ نے اس خواب کی تعبیر بتائی جس پر جناب جعفر نے کہا قَدْ اَصَبْتَ وَاللّٰہِ یَا اَبَاحَنِیْفَۃ اے ابوحنیفہ خدا کی قسم آپ حقیقت کی تہہ تک خوب پہنچے، کچھ دیر بعد جب امام ابوحنیفہ چلے گئے تو جناب جعفر صادق سے ایک شیعہ نے کہا کہ حضرت آپ نے اس ابوحنیفہ ناصبی کی تائید قسم کھا کر کیوں کی؟ کیا اس کی بتائی ہوئی تعبیر غلط نہیں تھی۔ جناب جعفر نے کہا کہ اس کی تعبیر یقیناً غلط تھی، لیکن تم نے میرے جن الفاظ سے اس کی تعریف کی تو اس کا مطلب وہ نہیں تھا جو ان الفاظ سے ملا ہوتا ہے بلکہ اصل مراد یہ تھی کہ قَدْ اَصَبْتَ الْخَطَاء یعنی اے ابوحنیفہ تم گمراہی کی تہہ تک خوب پہنچے (روضۃ الکافی ص۲۹۲ حدیث ۴۴۷)

تحریف قرآن کے متعلق تقیہ کی چوتھی دلچسپ مثال

تحریف قرآن کے متعلق ایک پاکستانی شیعہ عالمِ دین کے تحریر تقیہ کی مثال بھی دیکھ لیجئے۔مولانا سید ظفر حسن امرہوی شیعوں کے دینی مدرسہ جامعہ امامیہ کراچی کے بانی، اصول کافی کے اُردو مترجم اور شیعوں کے ادیب اعظم ہیں یہ صاحب اپنے ترجمہ وتفسیر قرآن، شائع کردہ شمیم بکڈپو ناظم آباد۲ کراچی کے مقدمہ میں ص۲۸ پر لکھتے ہیں...... ''بحمد اللہ قرآن میں ایسے تصرّفات نہیں ہوئے تاہم تحریف سے محفوظ نہیں رہا'' اس کے بعد تحریف کی پانچ مثالیں پیش کی ہیں لیکن تعجب ہے اس کے بعد اسی صفحہ پر یہ بھی لکھتے ہیں کہ ''شیعوں پر یہ اعتراض بے بنیاد ہے کہ وہ اس قرآن کو نہیں مانتے۔کوئی ایک شیعہ بھی ایسا نہیں پایا جاتا جو

موجودہ قرآن کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف پر ایمان رکھتا ہو" اب اس کا فیصلہ قارئین خود فرمائیں کہ اوپر کی وہ عبارت بھی اسی مصنف کی ہے کہ "تاہم تحریف سے محفوظ نہیں رہا" اور یہ دوسری بات ہی اسی کی ہے اس کو جھوٹ کہیں، دھوکہ دہی کہیں یا منافقت یا تقیہ یہ آپ کی مرضی ہے، لطف یہ کہ اگلے صفحہ ۲۹ پر موجودہ قرآن کے مقابلہ میں حضرت علی کے "اصلی قرآن" کا بھی ذکر ہے جو سُنی خلفاء کے نہ ماننے کی وجہ سے حضرت علیؓ نے چھپا لیا تھا اور اب شیعوں کے بارہویں امام مہدی اس "اصلی قرآن" کو لے کر آئیں گے (یہی بات ص۱۱۹ پر پھر دہرائی ہے شیعوں کے نزدیک حضرت علی کے "اصلی قرآن" کا یہ قصہ متفق علیہ ہے۔ اصول کافی اور اعتقادیہ صدوق سے لے کر ان ادیب اعظم تک ہر شیعہ مصنف کا تذکرہ کرتا ہے۔

(۲) صفحہ ۲۰ پر ہے کہ "اصلی قرآن" میں منافقین یعنی حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ عثمانؓ) کی نام بنام مذمت تھی وہ نکال دی گئیں۔ اب اس اصلی قرآن کو قائم آلِ محمد یعنی شیعوں کے بارہویں امام لے کر آئیں گے.....لیکن اگلے صفحہ ۳۱ پر ہے کہ "سب شیعوں کے پاس موجودہ قرآن ہے اگر وہ اس قرآن کو نہ مانتے تو اسے اپنے گھروں میں کیوں رکھتے؟" سوال یہ ہے کہ اگر موجودہ قرآن "تحریف سے محفوظ نہیں رہا" ص۲۸ اور اس میں سے "منافقین کے نام نکال دیئے گئے ہیں" (ص۳۰) تو پھر اس قرآن میں اور توراۃ وانجیل میں کیا فرق رہا؟ اور اس قرآن کو اپنے پاس رکھنے سے کیا فائدہ؟ سوائے اس کے سُنیوں کو دھوکہ دیا جائے اور اپنے دین کے نوے فیصد حصے تقیہ پر عمل کر کے ثواب حاصل کیا جائے۔ (دیکھئے ص۱۲)

ان سے کوئی پوچھے کہ اگر قرآن میں باوجود تغیر وتبدل کے کچھ برکات باقی ہیں اور اسی برکت کے لئے، وہ قرآن کو اپنے پاس رکھتے ہیں تو پھر توراۃ وانجیل نے کیا خطا کی ہے؟ مگر کبھی کوئی شیعہ قرآن کے بجائے انجیل سے "برکت" کا کام نہیں لیتا ہاں مسیحی معاشرے میں رہنے والے یہودی، مسیحیوں کو دھوکہ دینے کے لئے انجیل پر ایمان رکھنے کے باوجود یہ کام کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ شیعہ حضرات بھی چونکہ مسلم معاشرے میں رہتے ہیں۔

CamScanner

اس لئے جب تک ان کے بارہویں امام ''اصلی قرآن'' کو لے کرآئیں وہ تقیہ (ظاہرداری) کے طور پر موجودہ قرآن ہی کو اپنانے پر مجبور ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق کا ارشاد (الشافی ج ۲ص۶۳۰ حدیث ۲۳) ہم پیش کر چکے ہیں ورنہ بارہویں امام کا ''اصلی قرآن'' موجودہ قرآن سے اتنا مختلف ہوگا کہ روضۂ کافی ص۲۸ حدیث ۴۳۲ کے مطابق لوگ (یعنی مسلمان) اسے ماننے سے انکار کردیں گے اور قتل ہو کر جہنم واصل ہوں گے موجودہ قرآن سے شیعوں کے ''اصلی قرآن'' کے اس قدر مختلف ہونے کی وجہ کا اس روایت سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ بارہوں امام پر کلام اللہ کے نام سے جو چیزیں نازل ہوں گی وہ اس سے پہلے نہ صدیقوں پر نازل ہوئی ہوں گی نہ رسولوں پر اور نہ ہدایت یافتہ لوگوں پر (ینزل علیه مالم ینزل علی الصدیقین والرسل والمهتدین) الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ص۶۰۳ سطر ۱۸ ظاہر ہے اس نئے نزول کی ضرورت اسی لئے ہوسکتی ہے کہ موجودہ قرآن پر ان کو اعتبار نہیں ہوگا۔

یہ ہے شیعہ حضرات کا تقیہ جس کے متعلق ان کے نام کا ارشاد ہے کہ شیعہ دین کے دس میں سے نو حصے اسی پر مبنی ہیں، باقی ایک حصہ میں عقائد وعبادات واخلاق وفقہ وغیرہ ہیں اور جو تقیہ نہ کرے ''وہ بے ایمان ہے'' (الشافی ج ۲ص۲۴۰ حدیث ۲ وص۲۴۳ حدیث ۱۲) اور فرمایا اِنَّکُمْ عَلٰی دِیْنٍ مَنْ کَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللّٰه وَمَنْ اَذَاعَهٗ اَذَلَّهُ اللّٰه کہ شیعہ مذہب کی حقیقت جب تک چھپائے رکھو گے کامیاب رہو گے، اور جب اس کی حقیقت ظاہر کردو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے (الشافی ج ۲ص۲۴۵ حدیث ۲) اور فرمایا کہ سُنیوں کے ساتھ ہمیشہ تقیہ (منافقت اور ظاہرداری) سے رہو، یہ اللہ کا حکم ہے، اگر تم نے ایسا نہ کیا، اور حقیقت حال ظاہر ہوگئی تو وہ تم سے تعلقات رکھنا چھوڑ دیں گے اور تم سے بُری طرح پیش آئیں گے (روضۃ الکافی ص۲) اور فرمایا ''مخالفین سے بظاہر میل ملاپ رکھو اور باطن میں مخالفت رکھو جبکہ حکومت بازیچۂ اطفال ہو'' (یعنی مخالفین کی ہو) الشافی ج ۲ص۲۴۴ حدیث ۲۰ اور فرمایا کہ امام مہدی کے آنے تک تقیہ کرنا فرض ہے جو شیعہ تقیہ کرنا چھوڑ دے گا وہ دین شیعہ سے خارج ہو جائے گا (اعتقادیہ صدوق مع ترجمہ اردو ص۲۰۰) اور فرمایا کہ جو جتنا زیادہ تقیہ

کرے گا اتنا ہی زیادہ متقی ہوگا۔ اَنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ کا یہی مطلب ہے (اعتقادیہ صدوق مترجم ص۲۰۰) اور فرمایا کہ جو شیعہ سُنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے گا تو اسے اس دھوکہ والی نماز کا اس قدر اجر ملے گا جیسے اس نے رسولِ اکرمؐ کے پیچھے پہلی صف میں نماز پڑھی ہو (اعتقادیہ صدوق مترجم ص۲۰۴) اور فرمایا کہ تقیہ میری

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور شیعوں کے لئے سب سے بڑا اسلحہ ہے (الشافی ج ۲ ص۲۴۳ حدیث ۱۴)

خلاصہ یہ کہ فراڈ، دھوکہ اور منافقت کی جس قدر عظمت واہمیت شیعہ مذہب میں حاصل ہے حتیٰ کہ اسے شیعہ دین کا نوّے فیصد حصہ قرار دیا گیا ہے اس کی مثال دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں ملتی بلکہ آج تک کرۂ ارض پر جتنی بھی خفیہ تنظیمیں قائم ہوئی ہیں کسی نے بھی تقیہ وکتمان (منافقت وراز داری) پر اتنا زور نہیں دیا جس قدر شیعہ مذہب میں دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک شیعوں نے ہر مسلم مملکت کی جڑ کھودی مگر اس کے باوجود تقیہ کی ''برکت'' سے مسلمانوں کو ہمیشہ بے وقوف بنایا اور آج بھی اپنا یہ فریضہ غیر معمولی سرگرمی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تبرّا (سُنّی اور اس کے بزرگوں سے نفرت) کی چند مثالیں

تبرّا کے معنی ہیں کسی سے اظہارِ نفرت کرنا۔ اس کی بعض مثالیں ملاحظہ ہوں۔

- شیعوںؒ کے بارہویں امام کا اِنکار کرنے والے (یعنی سُنی مسلمان) خنزیر ہیں۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ا ص۴۰۰ سطر ۱۳۔۱۴) نیز ملاحظہ ہو ہماری کتاب ص۱۳
- مسلمانوں کے امام اعظم ابوحنیفہ پر لعنت۔ ثُمَّ قَالَ لَعَنَ اللّٰہ اَبَاحَنِیْفَۃَ پھر فرمایا خدا لعنت کرے ابوحنیفہ پر (الشافی ج ا ص۱۶ سطر ۵)
- شیعہ مہدی کا زمانہ کرنے والے سنی مسلمان اُمتِ ملعونہ ہیں۔

(الشافی ج ا ص۳۰۰ سطر ۲۱)

O کفر، فسق اور عصیان سے مراد، اول اور ثالث ہیں یعنی خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکرؓ، خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ اور خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ ص۵۲۳ سطر ۲۳

O ۴/۵۱ جبت اور طاغوت سرکش اور شیطان سے مراد فلاں اور فلاں ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ (الشافی ج ا ص۵۲۸ سطر ۲۰)

O تیمی، عدوی اور بنی اُمیہ ابلیس کا مظہر ہیں (الشافی ج ا ص۵۲۴) تیمی سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہیں جو خاندان بنو تیّم کے تھے، عدوی سے مراد حضرت عمرؓ ہیں جو خاندان بنو عدی میں سے تھے، بنواُمیہ سے مراد حضرت عثمانؓ ہیں جو خاندان بنواُمیہ میں سے تھے۔

O شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) نے مرتے دم تک اپنے جرائم سے توبہ نہیں کی تھی اس لئے ولیھما لعنة اللّٰه والملائکة والنّاس اجمعین ان دونوں پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو (روضۃ الکافی ص۲۴۶ حدیث ۳۴۳)

O رسولِ اکرمؐ کے انتقال کے بعد سوائے حضرت سلمانؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابوذرؓ کے باقی تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے (روضۃ الکافی ص۲۴۵ حدیث ص۳۴۱)

تبرّا کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اگرچہ شیعہ اماموں کے ارشاد کے مطابق سُنیوں کو بیوقوف بنانے کے لئے ان کے پیچھے نماز پڑھنا رسولِ اکرمؐ کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر ہے (دیکھئے ص۴۳) لیکن فی الحقیقت سُنی کی سب سے بڑی عبادت نماز زنا کے برابر ہے (روضۃ الکافی ص۱۶۰ حدیث ص۱۶۲) اور تمام سُنّی فاحشہ عورتوں کی اولاد ہیں (اس کا حوالہ ص۱۳ پر گزر چکا ہے) اور واجب القتل ہیں (دیکھئے ص۵۰) غضب یہ ہے کہ ہر اہم عبادت کے موقعہ پر سُنی مسلمانوں اور ان کے بزرگوں پر تبرّا کرنا ضروری ہوتا ہے اسی لئے عاشورہ (دس محرم) اور امام کے موقعہ پر بھی یہ حرکت کی جاتی ہے۔ اس موقع پر پاس جانے والی ایک دعا کے الفاظ ملاحظہ ہوں: اَللّٰھُمَّ خُص اَنْتَ اَوَّلَ ظَالِمٍ بِاللَّعْنِ مِنِّی وَابدامِ ءِ اَوّلًا وَالثَّانِی وَالثَّالِثَ ثُمَّ الرَّابعَ اللّٰھُمَّ الْعَنْ یَزِیْدَ بْنَ مُعَاوِیَةَ خَامِسًا (شیعہ بچوں کے لئے دینیات کی دوسری کتاب ص۸۲ مؤلفہ مولانا فرمان علی ناشر امامیہ کتب خانہ مغل

حویلی، موچی دروازہ لاہور بعنوان اعمال عاشورہ واربعین) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے اللہ میری جانب سے خاص طور پر پہلے ظالم (ابوبکرؓ) پر لعنت ہے اور دوسرے (عمرؓ) پر، اور تیسرے (عثمانؓ) پر...... پھر چوتھے (معاویہؓ) پر۔ اے اللہ پانچویں درجہ میں تیری لعنت ہو یزید بن معاویہ پر)

نفرت کی دیوار قائم رکھو

شیعہ امام کے ارشاد کے مطابق تبرّا کا مقصد اور اس کا فلسفہ یہ ہے کہ سُنیوں اور ان کے بزرگوں سے نفرت قائم ودائم رہے سُنیوں اور شیعوں میں باہم اتحاد واتفاق نہ ہوسکے فرمایا لیس بینکم وبین مخالفکم اِلّاالمضمر، تیل فای شئی المضمر؟ قال الذی تسمونه بالبراء ۃ، ومن خالفکم وجارہ فابرؤامنه یعنی تم میں اور تمہارے مخالفوں میں ظاہری میل ملاپ (تقیہ) کے وقت کوئی فرق نہیں رہنا چاہیے۔ سوائے اس کے جو تمہارے دل میں مضمر (چھپا ہوا) ہو پوچھا گیا کہ یہ مضمر (چھپا ہوا) کیا ہو؟ فرمایا وہی چیز جس کا نام تبرّا ہے، جو شخص تمہارا مخالف ہو اس سے اور اس کے طرفدار سے ظاہری میل ملاپ (تقیہ) کی حالت میں بھی نفرت رکھو۔ (اعتقادیہ صَدُوق مترجم ص۲۱۴)

سُنّی مسلمانوں کے خلاف نفرت کی یہ بنیادیں اتنی گہری ہیں کہ شیعوں کے نزدیک کسی سُنّی مملکت کو تباہ کرنے والا شخص بہت بڑا ہیرو سمجھا جاتا ہے۔ خواجہ نصیرالدین طوسی جس نے ہلاکوخاں تاتاری کا وزیراعظم بن کر خلافتِ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجوادی۔ بغداد کے سُنی کتب خانوں کی پانچ کروڑ سے زیادہ کتابیں جلوادیں اور دریائے دجلہ میں اتنی کتابیں پھنکوائیں۔ جس کے اثر سے کئی ہفتوں تک دریا کا پانی سیاہی مائل رہا، بغداد اور دوسرے سُنی ممالک میں اس نے ہلاکوخاں کے ذریعے مسلمانوں کا جو قتلِ عام کروایا ان کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ بنتی ہے۔ اس خونخوار درندے، سازشی اور منتقم طوسی کی حرکتوں کو شیعہ کس محبت سے دیکھتے ہیں۔ اس کے لئے شیعوں کے موجودہ ہیرو خمینی کی یہ تحریر پڑھئے کہ "ظالموں کا ساتھ دینا ٹھیک نہیں لیکن اگر اس سے فوائد حاصل ہوں تو ساتھ دینا درست

ہے۔ اس معاملہ میں علی ابن یقطین [1] اور خواجہ نصیرالدین طوسی رضوان اللہ علیہ مثالی نمونہ ہیں''۔ (مثل علی بن یقطین کہ معلوم است برائے چہ واردشدہ است یا خواجہ نصیرالدین رضوان اللہ علیہ کہ معلوم است دردورداُو چہ فوائد بودولایت نقیہ از خمینی ص۱۶۷ مطبوعہ جانچانہ علمیہ، شہرقم۔ ایران)

ہر شیعہ کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کا کوئی ''کارنامہ'' انجام دے سکے موجودہ زمانہ میں یحییٰ خان نے پاکستان توڑ کر یہی کارنامہ انجام دیا سُنی ملک شام کے شیعہ حکمراں حافظ الاسد نے گولان کے محاذ پر کمزوری دکھا کر اسرائیل کو قبضہ دلوایا، اردن کے دو ٹکڑے کرا کے بیت المقدس اور آدھے فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ کرایا۔ لبنان میں پہلے فلسطینیوں کا کچومر نکالا پھر ان میں خانہ جنگی کرا کے فلسطینی لیڈر یاسر عرفات کو انتہائی کسمپرسی کی حالت میں لبنان سے نکلنے پر مجبور کیا اور اس طرح اسرائیل کے خلاف ان کی مسلح جدوجہد کو بالکل ختم کر دیا لبنان میں فلسطینیوں کے صابرہ وشتیلہ کیمپوں پر میجر سعد حداد کی شیعہ فوج اور نبی بری کی شیعہ امل ملیشیا نے جو خوفناک ظلم وستم ڈھائے اس سے ہر اخبار پڑھنے والا واقف ہے۔ موجودہ شیعہ ہیرو خمینی پہلے دن سے اپنے اردگرد کے تمام سُنی ممالک کو تہ وبالا کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اسرائیل سے ان کی دوستی اور عربوں سے ان کی دشمنی اب خفیہ نہیں رہی (حوالوں کے لئے دیکھئے ہماری فہرست ماخذ ص۵۸ اور ص۶۰) اپنا ہی معاملہ لیجئے انقلاب کے فوراً بعد سے پاکستان کے خلاف سازشیں چل رہی ہیں۔ ایران کے کئی رہنما پاکستانی شیعوں کو بھڑکا کر ایرانی انقلاب ایکسپورٹ کرنے کے لئے پاکستان کے دورے کرتے رہے ہیں جن میں ایک آیت اللہ یحییٰ نوری بھی تھے، جو گلگت وبلتستان کے حساس علاقوں تک اپنا پیغام پہنچا کر آئے، ایران واپس جا کر سرکاری طور پر شائع ہونے والے ماہنامہ ''ندائے اسلام'' شمارہ نمبر ۳، ۴ جلد ا جون جولائی اور ۱۹۸۱ء کے ص۱۶ تا ص۲۱ پر ان کا انٹرویو شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ پاکستان کے پچیس سے تیس ملین [2] (تین کروڑ) شیعہ عوام کے علیحدہ پبلک

[1] علی بن یقطین خلیفہ ہارون الرشید کا وزیر بن گیا تھا، اور پھر اپنے اقتدار سے اس نے شیعہ تحریک کو بہت فائدہ پہنچایا۔

لاء (زکوٰۃ وعشر وغیرہ) کے لئے ہم نے آواز اٹھائی ہے" اور میں نے واضح طور پر جناب محمد ضیاء الحق اور دوسرے سیاسی واجتماعی اور علمی عہدیداروں سے اس کا ذکر کر دیا ہے کہ اس سے پہلے کہ عوام غضب ناک ہوں اور ان کے مکے اوپر اٹھیں اور اس سے قبل کہ کوئی غلط قدم اُٹھایا جائے عقل سے کام لے کر حُسنِ تدبیر سے مسائل کا صحیح حل تلاش کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ملک میں شیعہ سُنی تفرقوں کی وجہ سے ایک نیا بنگلہ دیش وجود میں آ جائے اور پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے۔ جب مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ ایک سیاسی دھمکی نہیں ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ایک علمی پیشگوئی ہے"

کوئٹہ کے حالیہ ہنگاموں میں مسلح ایرانی پاسداروں نے جس طرح سنی مسلمانوں پر حملے کئے اور ایرانی حکومت نے پاکستانی سفیر کی جس طرف دھمکیاں دیں اس کا اعتراف تو وزیرِ داخلہ کو بھی اپنے بیان میں کرنا پڑا۔

اس سے قبل ۱۹۸۰ء میں مرکزی سیکرٹریٹ اسلام آباد کا شیعوں نے جو تین دن تک محاصرہ کیا تھا اور فروری ۱۹۸۳ء میں کراچی کی شاہراہوں پر شیعہ قبضہ کی ایرانی قونصر نے جس طرح ہمت افزائی کی تھی ۱۹۸۴ء میں دس محرم کے جلوس میں شامل ایرانی پاسداروں نے گرومندر اور بنوری ٹاؤن کی دوکانوں اور مکانوں کو جس منظم انداز میں جدید آلات کی مدد سے تباہ وبرباد کیا تھا وہ اخبار بین ہیں حضرات سے مخفی نہیں ہے۔ (حوالے ص۷۵ اور ص۶۱ پر دیکھئے)

اس کے برعکس بھارت سے ایران کے کتنے قریبی روابط ہیں اس کا علم بھی سب کو ہے بلکہ اپنے انقلاب سے پہلے بھی خمینی صاحب بھارتی وزیر اعظم نہرو سے متاثر تھے حتیٰ کہ اپنی مذہبی کتاب "ولایت فقیہ" میں بھی نہرو کا تعریفی تذکرہ کیا ہے (دیکھئے صفدر حسین نجفی کا اُردو ترجمہ ص۱۵۳)

عرض یہ کہ سُنی حکومتوں کا خاتمہ اور سُنیوں کی تباہی ہر شیعہ کی آرزو ہوتی ہے اور اگر اس حد تک گزرنے میں کوئی دشواری ہو تو کم سے کم اصول واردات یہ ہے کہ سُنیوں کو باہم

لے اس مضحکہ خیز گپ کی حقیقت ص۱۸ پر ہم بیان کر چکے ہیں۔

لڑواتے رہو۔ انہیں متحد نہ ہونے دو اور نہ متحد ہوتے ہی وہ اپنے دشمن یعنی ان کی خبر لیں گے۔ روضۂ کافی میں ہے اماترضون ان عدو کم یقتل بعضهم بعضا وانتم آمنون فی بیوتکم ص۲۹۴، حدیث ۴۴۹ یعنی کیا تم ایسا کر کے خوش نہیں ہو کہ تمہارے دشمن آپس میں لڑیں مریں اور تم اپنے گھروں میں ان سے مطمئن ہو کر بیٹھے ہو...... یہ وہی اصول ہے جسے ہر منظّم، فعال اور غاصب جماعت اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کرتی ہے کہ ڈوائڈ اینڈ رول۔

امام ابن تیمیہ نے ذاتی تجربات اور تاریخ کے حوالہ سے منہاج السنہ میں بالکل صحیح کہا ہے کہ کفار سے جہاد کرنے کی بجائے شیعہ ہمیشہ سنیوں کے خلاف جہاد کرتے رہے ہیں بلکہ کفار کی تو انہوں نے ہمیشہ اعانت کی ہے کیونکہ اس طرح ان کے سب سے بڑے جہاد یعنی سُنیوں کو ختم کرنے مین مدد ملتی ہے۔ (منہاج السنہ مطبوعہ مصر قدیم ج ۴ ص۷۵) اور سچ کہا ہے علامہ انور شاہ کشمیری نے کہ اکثر تخریب السلطنۃ الاسلامیۃ کان علی ایدی الروافض (فیض الباری شرح بخاری ج ۱ ص۱۷۲) یعنی اکثر اسلامی سلطنتوں کی تباہی رافضیوں (شیعوں) کے ہاتھوں ہوئی ہے۔

شیعوں کے بارھویں امام مہدی سُنیوں کا کیا حشر کریں گے؟

شیعوں کے نزدیک ان کے بارہویں امام کی جو عظمت ہے وہ ہم ص۶ پر بیان کر چکے ہیں۔ شیعوں کے بقول یہ امام مہدی ۲۵۶ھ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ لیکن سُنیوں کے خوف سے پانچ سال کی عمر میں عراق کے ایک غار میں چھپ گئے تھے اور بارہ صدیوں سے وہیں تشریف فرما ہیں اور وہیں سے اپنے شیعہ مریدوں کی نگرانی کرتے ہیں، جب قیام قریب ہوگی تو یہ اپنے غار سے نکلیں گے اور ساری دنیا پر شیعوں کی حکمرانی قائم کریں گے ان کی شیعہ ریاست میں سُنیوں کی حیثیت کفار کی طرح ہوگی شیعوں کے یہ بارہویں امام مہدی تینوں کے سامنے ایمان (شعیت) پیش کریں گے اگر سُنی نہ مانیں گے تو غیر مسلموں کی طرح ان سے جزیہ لیں گے انہیں ذلیل کریں گے اور شہروں سے نکال کر صحراؤں اور دیہاتوں کی

طرف جلا وطن کر دیں گے۔ اروضۃ الکافی ص۳۲۷ حدیث ص۲۸۸ اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ طرز عمل شروع میں ہوگا اور روایات سے ظاہر ہے کہ مہدی کی سلطنت مضبوط ہو جانے کے بعد لا یقبل منهم الایمان او القتل، سنیوں کو حکم دیا جائے گا۔ شیعہ بن جاؤ اگر وہ شیعہ نہیں بنیں گے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا (روضۃ الکافی ص۳۲۷ حدیث، ۲۸۸ کا حاشیہ) شیعہ مہدی کے دورِ حکومت میں جب تک سُنی زندہ رہیں گے ان کی غذا گندگی اور پیشاب ہوگا (حق الیقین ص۳۴۹) شیعوں کے یہ امام مہدی آنحضرت کو قبر اطہر سے نکال کر آنحضرتؐ سے اپنی بیعت لیں گے (نعوذ باللہ) حضرت ابوبکرؓ عمرؓ کو زندہ کر کے انہیں پھانسی دیں گے اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو زندہ کر کے کوڑے لگائیں گے (ان تینوں کے حوالے ہم ص۱۴ پر پیش کر چکے ہیں مزید تفصیل مولانا منظور نعمانی کی کتاب ''ایرانی انقلاب'' میں دیکھی جا سکتی ہے، شیعہ امام مہدی کے یہی وہ کارنامے ہوں گے جن کی وجہ سے شیعہ ائمہ کا یہ ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰه بَعَثَ مُحَمَّداً رحمة ويبعث القائم نقمةً کہ اللہ نے آنحضرت کو تو رحمت بنا کر مبعوث کیا تھا لیکن بارہویں امام مہدی قَائمَ الْقِيَامه (قیامت برپا کرنے والے) کو انتقام لینے کے لئے مبعوث کیا جائے گا۔ (روضۃ الکافی ص۲۳۳ حدیث ۳۰۶)

فہرستِ مآخذ اور بعض حوالوں کی تفصّل

اس فہرست میں درج اسلامی کتب، ہر بڑے شہر کی اسلامی لائبریریوں اور بڑے کتب فروشوں کے ہاں اور شیعوں کی کتب، شیعہ کتب فروشوں کے ہاں، بآسانی مل سکتی ہیں۔

اسلامی مآخذ

۱۔ قرآن مجید

۲۔ مُنیۃ الطالبین مطبوعہ مصر (اُردو میں بھی اس کے کئی ترجمہ ہو چکے ہیں)

۳۔ فتویٰ مفتی اعظم دیوبند مفتی عزیز الرحمان عثمانی (برادر علامہ شبیر احمد عثمانی) مطبوعہ

دارالمبلغین لکھنؤ، ماہنامہ الداعی ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ ج ۴ شمارہ ۱۲،۱۱

۴۔ سوانح امام مالکؒ از پروفیسر ابوزہرہ مصری۔ اُردو ترجمہ از عبیداللہ قدسی۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۶۰ء ص ۲۱۲

۵۔ منہاج السنۃ از امام ابن تیمیہ۔ اس کا خلاصہ امام ذہبی نے اُلمنتقیٰ کے نام سے کیا ہے جس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ ناشر ادارہ احیاء السنۃ گھر جاک ضلع گوجرانوالہ

۶۔ مکتوبات حضرت مجدد۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۵۴، ان مکاتیب کے کئی اردو ترجمہ ہو چکے ہیں ہمارا دیا ہوا حوالہ ہر اڈیشن میں بآسانی مل جائے گا۔

۷۔ تفہیمات الٰہیہ از حضرت شاہ ولی اللہ ناشر شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد سندھ ج ۱ ص ۳۰۱ (اور مطبوعہ مجلسِ علمی ڈابھیل ص ۲۴۴)

۸۔ المسوّی شرح مؤطا مطبوعہ دہلی، یہ کتاب مکہ مکرمہ اور پاکستان دونوں جگہ سے بھی شائع ہو گئی ہے۔

۹۔ فیض الباری شرح بخاری از علامہ انور شاہ کشمیری مطبوعہ مجلس علمی، کراچی۔

۱۰۔ فتاویٰ عزیزی اُردو ترجمہ ص ۳۷۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید پاکستان چوک کراچی ۱۹۰

۱۱۔ پاکستان میں شیعہ آبادی۔ ناشر بزمِ خاتم المعصومین ﷺ c/5 شریف فیڈرل بی ایریا کراچی۔

شیعہ مآخذ

۱۲۔ میر احمد علی کا کراچی سے شائع شدہ انگریزی ترجمۂ قرآن مع مقدمہ وحواشی از آغا پویا (دی مسلم اسلام آباد والے پویا کے والد) ۱۹۶۴ء ص ۱۵۰

۱۳۔ اردو ترجمہ وتفسیر مقبول احمد ناشر افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور۔ ص ۲۲ حاشیہ

۱۴۔ اردو ترجمہ وتفسیر ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن امروہوی مترجم اصول کافی بانی جاسہ (ماسیہ کراچی، ناشر، شمیم بکڈپو ناظم آباد ۲ کراچی۔ جلد اول ص ۱۱۲

۱۵۔ اصول کافی مؤلفہ کلینی مع ترجمہ، فارسی، ناشر دفتر فرہنگ اہلبیت، تہران

CS CamScanner

۱۶۔ الشافی ترجمۂ اصول کافی (اُردو) ناشر شمیم بکڈپو ناظم آباد۲ کراچی (د. جلد)
۱۷۔ فروع کافی مؤلفہ کلینی (ربی) تحقیق علی اکبر غفاری مطبوعہ تہران
۱۸۔ روفتہ الکافی مؤلفہ کلینی (عربی) تحقیق علی اکبر غفاری مطبوعہ تہران۔
۱۹۔ معرفۃ الرجال مؤلفہ رجال کشی مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی کربلا (عربی)
۲۰۔ حق الیقین مؤلفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ چابخانہ شرکت سہامی تہران (فارسی)
۲۱۔ دستور مملکت ایران مطبوعہ تہران (انگریزی) باب دوم ملک کا سرکا مذہب، باب ہفتم انتظامی اختیارات۔
۲۲۔ اردو ترجمہ ددستور ایران مطبوعہ روزنامہ جسارت کراچی ۲۴۔ جولائی تا یکم اگست ۱۹۷۹ء
۲۳۔ تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء صفحۂ اوّل
۲۴۔ Echo of Islamrolf پینشر منسٹری آف اسلامک گائیڈنس۔ اسلامی پبلک ایران تہران پوسٹ بکس نمبر۲۳۳۴۔۴۱۔۱۔ ص۲۶۸ کالم۲ دی میسج آف آیۃ اللہ منتظری ''ابراہیم کا توحیدی مذہبِ محمدؐ کا اسلام اور علیؑ کا شیعہ ازم سب کا مبتدا یہی ہے۔''
۲۵۔ نہج البلاغہ کا تصور اُلوہیت مؤلفہ شیعہ فلسفی سید محمد تقی (برادر جناب رئیس امروہوی) ۱۲۹۔الف۔ مانک جی اسٹریٹ۔گارڈن ایسٹ کراچی۔ ''عظیم ارباب مذاہب زرتشت، مہاتما گوتم بدھ، تاؤ، کنفیوشس، حضرت عیسیٰؑ، آنحضرت ﷺ اور حضرت علی اسی وقت نسل انسانی کے لئے نمونہ بنتے ہیں'' ص۱۳۱ (اسی کتاب کے ص۲۹ پر متعہ کی بھی تائید کی گئی ہے)
۲۶۔ الانوار النعمانیہ مؤلفہ محدث نعمت اللہ الجزائری (عربی) طبع قدیم یھتو۔ایران۔ یہ مؤلف، ملا باقر مجلسی کے شاگرد ہیں، اپنی اس کتاب کی جلد اول ص۲۷۶ پر لکھتے ہیں اما (ای الکعم) فی اصطلاح فقھائنارضوان اللہ علیھم فالکفرمن حجر من دین الاسلام) مروۃ کمن انکر الصلوٰۃ والذکوٰۃ والصوم والجمع ونحوھا۔

وماماذكر من دين شيعة بالمزورة لامن دين الاسلام كشقديم امير المؤمنين بالخلافة والفضيلة وتكفير من تخلف محله فهى ليس بمؤمن لكنه لايخرج عندهم عن دين الاسلام.

ترجمہ: ہمارے فقہاء رضی اللہ عنہم کے نزدیک کافروں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کا انکار کرے یہ دین اسلام کا کافر ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو مندرجہ بالا ضروریات اسلام کا تو انکار نہیں کرتا لیکن دین شیعہ کے ارکان کا انکار کرتا ہے مثلاً حضرت علیؓ کو سب سے افضل و برتر نہیں سمجھتا یا ان کو پہلا خلیفہ نہیں مانتا اور جو ان کی جگہ خلیفہ بنے (یعنی حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ) اُن کو کافر نہیں سمجھتا تو یہ شخص مؤمن نہیں ہے اور دینِ شیعہ سے خارج ہے اگرچہ وہ دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ (دینِ اسلام اور دینِ شیعہ کے درمیان فرق ج ۲ ص ۲۳۹ پر بھی بتایا گیا ہے)

۲۷۔ اعتقادیہ صَدُوق عربی مع ترجمہ اعجاز حسن بدایونی، ناشر مکتبۂ امامیہ اردو بازار لاہور ۱۹۶۴ء عقائد شیعہ پر اس مختصر متن کی اہمیت یہ ہے کہ اصول کافی کے بعد اسی کا مقام ہے۔ اس کے مصنف شیخ صدوق قمی متوفی ۔ ۳۸۱ھ شیعہ کتب اربعہ میں سے من لایحضره الفقیه کے مصنف بھی ہیں، اس اعتقادیہ کے صفحہ ۲۰۰ پر دین امامیہ کے الفاظ موجود ہیں عبارت یہ ہے والتقية واجبه لايجوز رفعها الى ان يخرج القائم فمن تركها قبل خروجه فقد خرج عن دين الله وعن دين الاماميه یعنی تقیہ کرنا واجب ہے جو اسے چھوڑے گا وہ دین امامیہ سے خارج ہو جائے گا۔

متفرق کتب ورسائل

28:- Aziance lgions by geogry parrindee Shelden press London.1977.p.23

29:- Rizwan ahmed complied.The Quaid-e-Azam papers 1940 east and west publishing company karachi-Lahore 1976 P.P.98-102 and 105-106)

(راجہ محمود آباد کو قائدِ اعظم کی ڈانٹ)

CamScanner

۳۰۔ راجہ محمود آباد اور قائدِ اعظم کا اختلاف

۵۔ مئی ۱۹۷۰ء کے روزنامہ جنگ کراچی نے لندن میں نمائندہ جنگ آصف جیلانی کے حوالے سے، یہ خبر شائع کی تھی کہ ''مسلم لیگ کے ممتاز رہنما راجہ صاحب محمود آباد نے انکشاف کیا ہے کہ ۱۹۴۱ء اور ۱۹۴۵ء کے دوران ان کی طرف سے اسلامی ریاست کے قیام کی حمایت کے باعث قائداعظم کو ان سے اختلاف پیدا ہو گیا تھا راجہ صاحب نے کہا کہ قائدِ اعظم نے میرے خیالات کو ناپسند کیا تھا اور مجھے ہدایت کی تھی کہ میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ان خیالات کا اظہار نہ کروں۔ ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ قائدِ اعظم ان خیالات سے اتفاق کرتے ہیں راجہ صاحب محمود آباد نے قائدِ اعظم کے ساتھ اپنے اس اختلاف کا انکشاف ایک مضمون میں کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے ''کچھ یادیں''۔ راجہ صاحب کا مضمون ایک کتاب میں چھپا ہے جو تقسیم ہند پر لندن یونیورسٹی کے مشرقی اور افریقی عوام کے شعبہ کے ڈائریکٹر سی ایچ فلپ اور میری ڈورین دین نے تصنیف کی ہے۔ جارج ایلن اینڈ انون اس کتاب کے ناشر ہیں''۔

اس مضمون میں راجہ صاحب نے تقیہ کر کے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ میں تو پاکستان کو اسلامی حکومت بنانے کی بات کرتا تھا جو قائداعظم کو بری لگتی تھی حالانکہ یہ صریح غلط بیانی ہے۔ کیونکہ قائدِ اعظم سے زیادہ کون اسلامی حکومت کا حامی ہو سکتا تھا؟ بات وہی ہے جو ''قائدِ اعظم پیپرز'' میں ہے کہ راجہ صاحب پاکستان میں شیعہ حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھتے تھے۔ جس پر قائدِ اعظم نے ان کو سرزنش کی، بہر حال راجہ صاحب کی الزام تراشی کا جواب ایک ذمہ دار شخص سے سُنیئے جو روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ مئی ۱۹۷۰ء میں پی پی آئی کے حوالہ سے شائع ہوا تھا اس کا متن یہ ہے: ''برصغیر تقسیم سے قبل بمبئی ضلع مسلم لیگ کے سابق صدر جناب سید منظور حسین غازی نے کہا ہے کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح ایک اسلامی مملکت کے قیام کے حامی تھے اور انہوں نے بارہا اپنے اس خیال کو واضح طور پر پیش کیا تھا۔ جناب غازی نے جو برسوں تک قائدِ اعظم کے ساتھ کام کر چکے ہیں کل ایک بیان میں راجہ صاحب

محمود آباد کی اس الزام تراشی پر حیرت کا اظہار کیا کہ قائدِ اعظم پاکستان، کو ایک سیکولر ملک بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں ان الزامات کا مطالعہ کر کے حیرت زدہ رہ گیا جو راجہ صاحب محمود آباد نے کتاب تقسیم ہند کے باب ''بعض یادیں'' میں لگائے ہیں۔ راجہ صاحب محمود آباد کے انکشافات انتہائی تحیر خیز اور حقائق و واقعات کے بالکل برخلاف ہیں۔ راجہ صاحب نے اس قدر طویل عرصہ کے بعد جس بات کا اعتراف کیا ہے اور جس سے قائدِ اعظم کے قریبی رفقاء اچھی طرح واقف ہیں اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ قائدِ اعظم سے ان کے تعلقات تقسیم سے بہت پہلے کشیدہ ہو چکے تھے جو پہلے کی طرح کبھی استوار نہ ہو سکے اس کا سبب راجہ صاحب کی پیش کردہ وجوہات سے بالکل مختلف ہے۔

قائدِ اعظم کو یہ اطلاعات اور شکایات موصول ہوئیں کہ راجہ صاحب محمود آباد ایک مخصوص فرقہ کے عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور مسلم کے رہنماؤں، کارکنوں اور طلبہ کی ایک کثیر تعداد نے راجہ صاحب کی فرقہ پرستی پر ناراضگی کا اظہار کیا، واضح رہے کہ ۱۹۴۴ء سے پہلے راجہ صاحب حیدر آباد کو بمبئی اور دہلی میں قائدِ اعظم کے ساتھ رہنے کا اعزاز حاصل ہوا تھا لیکن ان اطلاعوں کے بعد قائدِ اعظم نے نہ صرف نہیں فرقہ وارانہ نوعیت کے خیالات کا پروپیگنڈہ کرنے سے منع کر دیا بلکہ ان کو ہدایت کی کہ وہ ان کے مکان پر آئندہ قیام نہ کریں۔ راجہ صاحب محمود آباد کی ان سرگرمیوں کا جواب دینے کی خاطر بمبئی کے ایک ممتاز مسلم لیگی رہنما ڈاکٹر حامد قاضی نے اپریل ۱۹۴۳ء میں دہلی میں منعقد ہونے والے کل ہند مسلم لیگ کے اجلاس کے لئے ایک قرار داد کا مسودہ پیش کیا جس میں اعلان کیا گیا کہ پاکستان کے قیام کے بعد اس کا آئین حکومت الہیہ اور خلفائے راشدینؓ کے دورِ حکومت کے خطوط پر تیار کیا جائے گا قائدِ اعظم کو جونہی اس قرارداد کا مسودہ موصول ہوا انہوں نے مجھ سے رابطہ پیدا کیا اور خواہش ظاہر کی کہ میں ڈاکٹر قاضی کی اس قرارداد کو واپس لینے پر آمادہ کروں، قائدِ اعظم کا احساس یہ تھا کہ یہ قرارداد مناسب الفاظ میں نہیں پیش کی گئی ہے اور کانگریس اور دیگر قوم پرست مسلمان اسے مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں اختلافات کو ہوا

CamScanner

دینے کے لئے استعمال کریں گے۔ چنانچہ میری مداخلت کے بعد ڈاکٹر حامد قاضی نے یہ قرارداد پیش نہیں کی قائدِ اعظم نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ ''ڈاکٹر قاضی اور دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں نے پاکستان کے آئین کے بارے میں جس اندیشے کا اظہار کیا ہے اس کا سبب راجہ صاحب محمود آباد اور ان کے ایک ساتھی کا فرقہ وارانہ رجحان ہے'' ...... میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ قائدِ اعظم ایک اسلامی مملکت کے قیام کے حامی تھے جس کا اظہار اور جس کی وضاحت انہوں نے بارہا کی۔ اور کسی خاص طبقہ کے عقائد کی بنیاد پر ایک مملکت کے قیام کے حامی نہ تھے جیسا کہ راجہ صاحب کی خواہش تھی۔''

۳۱۔ جناب اشتیاق اظہر اپنے ہفتہ وار کالم ''عالمی اخبارات کی جھلکیاں'' روزنامہ جنگ کراچی جمع اڈیشن ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء میں بھارت کے بریلوی راہنما کی تنظیم ورلڈ مسلم فیڈریشن کے سفیر ایران کی رپورٹ رسالہ دین و دنیا او ہفت روزہ سے لکھنوء سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ندائے ہفت لکھنؤ نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہر شخص کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ

تہران میں مسجد

''تہران میں جہاں پانچ لاکھ سُنّی مسلمان آباد ہیں وہاں انہیں آج تک اپنی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ملی ہے جبکہ وہاں عیسائیوں کے بارہ گرجے، ہندوؤں کے دو مندر، سکھوں کے تین گرووارے، یہودیوں کے دو عبادت خانے اور آتش پرستوں کے بارہ آتش کدے موجود ہیں''۔

عیدین و جمعہ کی نماز

اس کے بعد ندائے ملّت آگے چل کر لکھتا ہے کہ ''شاہ کے زمانہ میں عیدین کی نماز تہران کے سُنی مسلمان ایک پارک میں پڑھتے تھے۔ لیکن جب سے مذہبی حکومت قائم ہوئی ہے عید کے دن اس پارک پر مسلّح افواج کا پہرہ بٹھا دیا گیا اور اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔'' اسی طرح جمعہ کی نماز کے لئے مذہبی حکومت سُنیوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ تہران

یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کی اقتدا میں جمعہ کی نماز پڑھیں۔اس کے باوجود سُنی حضرات وہاں نماز نہیں پڑھتے بلکہ پاکستانی سفارت خانے میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔"

سُنّی تنظیم ممنوع

ندائے ملت یہ بھی لکھتا ہے کہ "ایران کے سُنی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ اور اشاعت اور اپنی اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے نہ کوئی جلسہ کر سکتے ہیں اور نہ کوئی تنظیم قائم کر سکتے ہیں۔ پچھلے دنوں شورائے مرکزی اہلِ سنت کے نام سے سُنیوں نے ایک تنظیم بھی قائم کی تھی تو اسے وہاں کی مذہبی حکومت نے خلاف قانون قرار دے دیا"

ظلم کی انتہا

آگے چل کر اس مضمون میں جس کا عنوان "ایران میں مذہبی تنگ نظری" ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خوزستان صوبے میں جہاں ۹۵ فیصدی سنی مسلمان آباد ہیں وہاں کے سرکاری اسکولوں میں ابھی پانچ سو اساتذہ مقرر کئے گئے ہیں۔ جن میں صرف ۱۳۶ اساتذہ سُنی اور باقی ۴۶۴ اساتذہ شیعہ ہیں۔ ایسا اس لئے کیا جارہا ہے کہ سُنی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی سے تبدیل کیا جا سکے۔"

ہم نے یہ اقتباس اس لئے نقل کیا ہے کہ اہلِ پاکستان وہاں کے اصلی حالات سے واقف ہو سکیں۔" (روزنامہ جنگ ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء)

۳۲۔ شام کے شیعہ صدر حافظ الاسد کے حمایت یافتہ نبی بری کی شیعہ امل ملیشیا نے صابرہ وشتیلہ کے فلسطینی کیمپوں میں جس درندگی کے ساتھ قتلِ عام کیا ہے اس کی تفصیل ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۱۱ جولائی ۱۹۸۴ء ۲۲ اور ۲۵ پر دیکھی جا سکتی ہے اس سے دو سال قبل ان ہی کیمپوں پر اسرائیل کی سرپرستی میں میجر سعد حدّاد کی شیعہ فوج نے حملہ کر کے تباہی مچادی تھی۔ جس پر تمام عالمی پریس چیخ اٹھا تھا۔ اس کی تفصیلات اسی زمانے میں نیوز ویک ۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء نے دہلوی طنی

۳۳۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کی ترجمان ہفت روزہ تعمیرِ حیات کے اڈیٹر مولانا شمس تبریز لکھتے

ہیں: ''شیعہ سُنّی اختلافات کے اصول اختلاف کو ناواقف لوگ جزلی اور فروعی اختلافات سمجھتے ہیں لیکن اہلِ علم اس کی اصولی نوعیت سمجھتے ہیں، اوران اختلافات کو بنیادی اور کفرو اسلام پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ مغربی فضلا بھی اس اختلاف کی گہرائی دیکھ لیتے ہیں چنانچہ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں: ''شیعہ اور سنی کا جھگڑا صرف ناموں یا شخصیتوں کا جھگڑا نہیں ہے بلکہ دو متضاد اصولوں یعنی جمہوریت اور بادشاہوں کے حق الٰہی[1] کا جھگڑا ہے، عرب زیادہ تر جمہوریت پسند ہیں اور ہمیشہ رہے ہیں۔ لیکن ایرانی ہمیشہ اپنے بادشاہوں کو الٰہی یا نیم الٰہی ہستیاں سمجھتے رہے ہیں جو طبائع اس بات تک کو گوارا نہیں کر سکتے کہ انسانوں کا منتخب کردہ کوئی شخص ان کی ریاست کا حاکم ہو۔ وہ امام یعنی خلفہ الرسولؐ کے انتخاب عمومی کو کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ ایران ہمیشہ سے امامیہ اور اسماعیلیہ شیعوں کا مرکز رہا ہے۔''

(تاریخ ادبیات ایران ص۲۹۔۳۰) بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۶ اگست ۸۵ء)

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل کتب بھی نہایت کارآمد ہیں

اِسلامی کتب

۱۔ تحفۂ اثناعشریہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، اسکا اردو ترجمہ کتب خانہ نور محمد آرام باغ کراچی نے شائع کیا ہے۔ تحفہ کے دو باب خاص طور پر دیکھنے کے قابل ہیں، ایک تو باب المکائد جس میں شیعوں کی چالاکیاں اور عیاریاں دکھائی گئی ہیں دوسرا باب المطاعن جس میں شیعہ اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

۲۔ رَدَّ الرَّ فضَہ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ بریلی۔ پاکستان میں بھی مولانا کے کئی معتقدین نے اسے شائع کر دیا ہے۔

---

[1] اس الٰہی حق کو شیعہ اصطلاح میں امامت کہتے ہیں یعنی تھیاکریسی جس کا مطلب یہ ہے کہ امام حق الٰہی کے تحت عوام کے مشورے کے بغیر خود بخود حکمران ہوجاتا ہے اس سے غلطی کا کوئی امکان بھی نہیں ہوتا اور جو اس کے کسی فیصلے سے اختلاف کرے وہ قابل گردن زونی اور مرنے کے بعد جہنمی ہے اس کے برعکس سُنی خلیفہ عوام کے مشورے سے منتخب کیا جاتا ہے عوام کو اس کی غلطیوں پر گرفت کرنے کا حق ہے اور اگر وہ عوام کی مرضی کے خلاف چلے تو اسے اقتدار سے ہٹانے اور معزول کرنے کا حق ہے۔

۳۔ علمائے اُمت کا متفقہ فتویٰ۔ مطبوعہ دارالمبلغین لکھنؤ۔ پاکستان میں بھی اسے سوادِ اعظم اہلسنت نے شائع کر دیا ہے اور اس کے مرکزی سکریٹریٹ، ہاشمی سنٹر صدر کراچی سے مل سکتا ہے۔

۴۔ ایرانی انقلاب مؤلفہ مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ پاکستان میں یہ کتاب کئی اداروں نے شائع کی ہے جن میں سے ایک ادارہ کتب خانہ مظہری کراچی ہے۔ شیعیت اور خمینیت کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔

۵۔ دو متضاد تصویریں (سُنی شیعہ عقائد کا تقابلی مطالعہ) مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صدر ندوۃ العلماء لکھنؤ پاکستان میں یہ کتاب حاجی عارفین اکیڈمی اے کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ا کراچی ۱۸ نے شائع کی ہے۔

۶۔ انقلابِ ایران اور اس کی ''اسلامیت'' مؤلفہ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (بھارت) پاکستان میں یہ کتاب ملک سنز، کارخانہ بازار فیصل آباد نے شائع کی ہے یہ دراصل سفرنامہ ایران ہے جس میں چشم دید حقائق کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایک وہ جھلک ملاحظہ ہو یہ ص۳۵، ۳۶ ''یہ تو دوسرا اسرائیل پیدا ہو رہا ہے۔ غیر فرقہ ورانہ اسلام اور اخوت و اسلامی صرف لبادہ ہے ورنہ اصل میں مکمل شیعب ہے اور عزائم آخری نشانہ فقط: مدینہ منورہ ا پر قبضہ ہے جو اسرائیلی عزائم کا بھی اصلی نشانہ ہے'' اور ص۲۸ پر ہے کہ عالمِ اسلام پر شیعہ اسلام حاوی کرنا ایرانی انقلاب کا اصل مقصود ہے..... مزید صفحہ ۴۵، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۶ ملاحظہ ہوں۔

۷۔ آتش کدہ ایران۔ اختر کاشمیری کا سفرنامہ (ناشر ندیم بک ہاؤس ۲۰ ایرانی انارکلی لاہور) اس کتاب پر جناب کوثر نیازی ممبر سینٹ، جناب مجیب الرحمٰن شامی اڈیٹر قومی ڈائجسٹ اور جناب صلاح الدین مدیر ''تکبیر سابق مدیر ''جسارت'' کے دیباچے بھی ہیں۔ اس سفرنامہ میں ایرانی و اسرائیلی تعلقات اور شیعی تو صبات پر حوالوں کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے۔

ا خانہ کعبہ پر شیعہ قبضہ کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح حج کے ذریعہ تمام عالم اسلام پر اپنا پروپیگنڈہ ٹھونسنے اور اس مذہبی اجتماع کی آڑ میں تمام مسلم مملکتوں کے خلاف سازشیں کرنے اور ان کا تخت اُلٹنے کا کام بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ مدینہ منورہ پر قبضہ کرنے کا مقصد اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابوبکر صدیق اکبرؓ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی لاشوں کی بے حرمتی کرنا ہے جیسا کہ (۱۲) کے ۳ میں ہم تفصیل دے چلے ہیں۔ (دیکھئے ص۱۳)

۸۔ پاکستان کے بریلوی عالم مولانا امداد حسین کا سفرنامہ ایران بھی دیکھنے کے قابل ہے جو جسٹس پیر کرم شاہ ازہری صاحب کے ماہنامہ ضیاء حرم جولائی ۲۸۴۔ بھیرہ ضلع سرگودھا میں شائع ہوا ہے۔

۹۔ ''پاکستان میں فرقہ واریت اور اس کا حل'' شائع کردہ بزم خاتم المعصومین c/۶ شریف نگر فیڈرل بی ایریا کراچی

۱۰۔ ''سانحہ گودھڑا کیمپ'' از علامہ سعید بن عزیز کراچی کی شاہراہوں پر شیعہ قبضے اور امام باڑوں کو اسلحہ خانہ بنانے کی تفصیل۔ (ناشرِ کتب خانہ کتاب وسنت ۵۹۱/۱۸ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی)

۱۱۔ ''کوئٹہ میں بربریت کے دودن'' شائع کردہ سواد اعظم اہلسنت، مرکزی سکریٹریٹ، ہاشمی سنٹر۔ صدر کراچی۔

۱۲۔ ''شیعہ حضرات میں بے حیائی اور ان کے مطالبات پر ایک نظر''، شائع کردہ تحریک اتحادِ پاکستان اور راولپنڈی

۱۳۔ آیاتِ بیات مؤلفہ حزب محسن الملک (سر سید مرحوم کے ساتھی) ناشر دارالا اشاعت عالوی مسافرخانہ جناح روڈ۔ کراچی۔

۱۴۔ خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت از حافظ صلاح الدین یوسف، ناشر مکتبۂ سلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور۔

۱۵۔ تحذیر المسلمین۔ از مولانا اللہ یار مرتبہ حافظ عبدالرزاق ایم اے۔ اعوان اسٹیشنری مارٹ۔ بھون روڈ۔ چکوال۔

16- The Shirtes and the Sunna by Ehsan elahi Zaher 475-Shadman, Lahore.

شیعہ کتب

۱۷۔ نہج البلاغہ (خطبۂ شقشقیہ یہ)۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب یہ اہم ترین شیعہ کتاب نہج البلاغہ یوں تو حضرت طلحہؓ وزبیرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر معاصر صحابہ کے خلاف

CamScanner

تند و تیز بیانات، نسلی برتری اور اپنے منہ اپنی تعریف سے بھری ہوئی ہے جو ایک بزرگ صحابی کے ہرگز شایانِ شان نہیں ہے لیکن اس کے خطبۂ شقشقیہ میں حضرت علیؓ کی زبانی اپنے سے بزرگ صحابۂ کرام پر جو تبرّا کرایا گیا ہے وہ تو اخلاق سے نہایت ہی گری ہوئی بات ہے۔
کتاب لکھنے والا شریف رضی متوفی ۴۰۶ھ ہے جس نے اس کتاب کے مندرجات بلا کسی سند اور حوالوں کے، ساڑھے تین سو سال پہلے کے صحابی حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔ اس پر ظلم یہ ہے کہ شیعہ اس کتاب کو قرآن کا ہمسر بتاتے ہیں جیسا کہ اس کے فارسی ترجمہ فیض الاسلام مطبوعہ تہران کے صب پر ہے کہ ہمارے شیعہ علماء کے نزدیک یہ کتاب اُخُ القُرآن (قرآن کا بھائی) ہے۔

۱۷۔ ولایتِ فقیہ از خمینی۔ اس کتاب کا دوسرا نام حکومتِ اسلامی بھی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں حکمرانی کا حق صرف شیعہ امام یا شیعہ علماء کو ہے کیونکہ وہ امام کے نائب ہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ عوام کو بھی حکمرانی کا حق نہیں، کتاب کا مفہوم خود کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ یعنی فقیہ (شیعہ عالم) کی ولایت (حکمرانی)

اس کتاب کے دو اُردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ ایک اسعد گیلانی صاحب ممبر قومی اسمبلی کا، جو ایرانی انقلاب اور خمینی کے زبردست حامی ہیں لیکن ان کا ترجمہ ناقابلِ اعتبار ہے کیونکہ اس میں سُنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے جگہ جگہ تحریف کی گئی ہے۔ (اس کی کچھ تفصیل ڈاکٹر اسرار احمد کے ماہنامہ میثاق لاہور، اپریل ۱۹۸۵ء کے ص۹۸ پر خسروی صاحب کے مراسلہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)

دوسرا ترجمہ ایک شیعہ عالم صفدر حسین نجفی پرنسپل جامعہ المنتظر لاہور کا کیا ہوا ہے جو اسعد گیلانی صاحب کے ترجمہ سے بہتر ہے۔ ناشر کتب خانہ شاہ نجف اندرون موچی دروازہ لاہور ہے۔

اس کتاب کے ص۳۰ پر بتایا گیا ہے کہ "آنحضرتؐ کے انتقال ہوتے ہی اسلام کی وضع حقیقی کو بدل ڈالا گیا،" پھر جب معاویہ، بنو اُمیہ اور بنو عباس تک نوبت پہنچی اسلام کو

CamScanner

سرنگوں کر دیا گیا۔ (آنحضرتؐ کا انتقال ہوتے ہی حضرت معاویہؓ سے پہلے جنہوں اسلام کو بدلا آپ سمجھے وہ کون تھے؟ وہ حضرات خلفاء ثلاثہ تھے) ۵۳ پر ولایت تکو، کے عنوان سے اپنے ائمہ کے مخصوص فضائل بتائے ہیں۔ ص۵۴ پر ایک شیعہ حدیث کے حوالہ سے اپنے ائمہ کو تمام انبیاء سے افضل بتایا ہے۔ (اسی عبارت پر عرب دنیا کے علماء نے خمینی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا تھا۔ اس فتویٰ کی فوٹو اسٹیٹ ہفت روزہ تعمیرِ حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ ۱۰۔اکتوبر ۱۹۸۰ء ص۱۳ پر دیکھی جا سکتی ہے)......ص۱۱۰ پر مشہور صحابی حضرت ابوہریرہؓ پر یوں تبرّا کیا گیا ہے "ابوہریرہ ایک فقیہ تھا لیکن خدا جانتا ہے کہ معاویہ اور اس جیسے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس نے کتنے احکام جھوٹے بنائے، اور کتنی مصیبتیں اسلام کے لئے کھڑی کردی۔" (اس کتاب کے ناشر کے لئے صحابہ آرڈی نینس خاموش ہے۔ ہاں اگر کوئی سُنی ناشر ہوتا تو اس کے خلاف یہ آرڈی نینس حرکت میں آجاتا)......ص۱۱۱ سطرہ پر پھر حضرت ابوہریرہؓ پر تبرا کیا ہے۔ ص۱۱۳ پر ہے کہ شیعہ علما تقیہ کر کے دشمن حکومتوں میں بھی شامل ہوئے ہیں اور اب بھی اسی طرح تقیہ کر کے دشمن حکومتوں میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں "یہ تصور نہ کیجئے کہ علمائے اسلام ان دستگاہوں میں وارد تھے اور ہیں، البتہ بعض اوقات حکومت کو کنٹرول کرنے یا انقلاب پیدا کرنے کے لئے داخل ہوتے تھے۔ آج بھی اگر ہم سے ایسا کوئی کام انجام پا سکے تو واجب ہے کہ ہم داخل ہوں"......اس سے پہلے ص۱۱۲ پر ایسے شیعہ علماء کی مثال میں خواجہ نصیر الدین طوسی کو پیش کیا ہے جس نے تاتاریوں کا وزیر اعظم بن کر بغداد کی سُنی خلافت ختم کرادی تھی۔

لوگوں کو اپنے مخالف علماء کے خلاف بھڑکاتے ہوئے یہ اخلاقی سبق سکھایا گیا ہے کہ اُن کو رسوا کیا جائے۔ انہیں داغدار اور یتیم کیا جائے، تہمت جو کہ گناہان کبیرہ میں سے ہے ان علماء کو لگائی جا سکتی ہے تا کہ اگر ان کی کوئی عزت ہے تو لوگوں میں رُسوا ہو جائیں اور گر جائیں" (ص۱۱۳) جن لوگوں کے نزدیک اپنے مخالفین پر تہمت لگانا کارِ ثواب ہو، ان کی اخلاقی عظمت کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

CamScanner

سُنّی عقائد پر نہایت سخت تنقید کی ہے۔ اور با قاعدہ عنوانات قائم کر کے بتایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اسلام کے دشمن تھے (اس کے کچھ اقتباسات مولانا محمد منظور نعمانی کی کتاب ایرانی انقلاب میں بھی دیئے گئے ہیں)۔

۲۰۔ رسائلِ خمینی مطبوعہ تہران (دو جلد) اس میں بتایا گیا ہے کہ شیعہ تنظیم میں تقیہ کی کتنی زبرست اہمیت ہے، تقیہ کس قدر ضروری چیز ہے۔ سُنیوں کی مخالفت پر مبنی احادیث کا فلسفہ کیا ہے وغیرہ۔

۲۱۔ شیعہ انسائیکلو پیڈیا، مؤلفہ حسن الامین مطبوعہ بیروت لبنان (اس کا اردو ترجمہ بھی ہوگیا ہے)

۲۲۔ تجلیات روح ایران (فارسی) مؤلفہ کاظم زادہ، مطبوعہ تہران: شیعہ مذہب کی تاریخ ایک ایرانی شیعہ کے قلم سے (اس کتاب کا اُردو خلاصہ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ضلع سرگودھا میں شائع ہو چکا ہے)

CamScanner

آخری درخواست

تمام مسلمانوں سے استدعا ہے کہ یہ پمفلٹ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پڑھوائیں اور اہلِ خیر مسلمان اس کو مزید چھپوا کر یا فوٹو اسٹیٹ کرا کے، مساجد کے آئمہ۔ سکولوں کے اساتذہ، صحافی، وکلاء، سرکاری ملازمین، تاجر وصنعت کار، طلبہ اور بلدیاتی، صوبائی (قومی اسمبلی کے ممبران غرض ہر طبقہ کے مسلمانوں تک پہنچائیں اور ملی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں تاکہ حکومت اور اقلیتی فرقہ میں جو بات ہو، وہ پارلیمنٹ کے اندر اور عوامی بحث ومباحثہ کے بعد ہو کیونکہ کوئی بھی انفرادی فیصلہ یا کوئی بھی خفیہ معاہدہ مسدک کی عظیم سنی اکثریت کے ساتھ کھلم کھلا ظلم اور قطعاً نا قابلِ برداشت ہوگا۔

CamScanner